بزرگ و برتر آپ کو اور ہمارے پاکستانی انصار بھائیوں کو جن کے لواحقین اس خونین ڈرامے کا شکار بنے ہیں۔ ان کے حضور انہار ہمدردی پیش کرتا ہوں۔ خداوند تعالیٰ ہماری ان مصیبتوں کو جو ہم نے صرف اللہ ہی کی رضا کے لیے برداشت کی ہے اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ آپ لوگ جو دور دراز علاقوں سے میرے استقبال کے لیے یہاں تشریف لائے ہیں میں آپ کا ممنون اور شکر گزار ہوں۔

مجھے افسوس ہے کہ میں اس المناک سانحے میں آپ کے لیے کوئی قابل قدر خدمت انجام نہ دے سکا۔ آپ کے قدموں کی خاک میرے لیے تو تیا اور میری آنکھوں کا سرمہ ہے۔ اس سے بڑھ کر میرے لیے اور کیا فخر ہو سکتا ہے کہ میں شب و روز آپ کی خدمت میں مشغول رہوں اور اپنے دلیر جیالے مجاہد اور وطن سے دور مہاجر بھائیوں کے لیے کچھ خدمت کر سکوں۔

میرے عزیز بھائیو!

کراچی شہر میں جو افسوسناک فسادات رونما ہوئے ہیں وہ کوئی اتفاقی اور تصادفی واقعات نہیں تھے۔ یہ سب اسلام دشمن عناصر جو پاکستان اور افغانستان کے جانے پہچانے دشمن ہیں ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت انجام پائے ہیں۔ ہمیں اپنے دین اور وطن کے دشمنوں سے ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیئے۔ جیسا کہ آپ دیکھ چکے ہیں کہ ہندوستان نے اپنی تقریباً (۲۴) ڈویژن مسلح فوج پاکستان کی سرحدوں پر متعین کر رکھی ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہندوستان نے کیوں اتنی بڑی تعداد میں فوج یہاں اکٹھی کر دی ہے۔

حکومت پاکستان اور ہمارے دلیر انصار پاکستانی بھائی شب و روز ہمارے افغان مہاجرین بھائیوں کی مشکلات کو دور کرنے میں مصروف ہیں، حکومت پاکستان ہمارے سیاسی اور پیچیدہ مسئلے کو حل کرنے میں سرگرم عمل ہے۔ حکومت پاکستان اور پاکستانی عوام اور خاص طور پر ہم یہ چاہتے ہیں کہ علاقے میں امن و امان بحال رہے۔ حکومت پاکستان بھی پائیدار امن کی بحالی کے سلسلے میں کوشاں ہے۔ پھر کیا وجہ تھی جس کی بنا پر ہندوستان نے اپنی (۲۴) ڈویژن فوج کو پاکستانی سرحد پر لا کھڑا کر دیا۔ ہندوستان کو کیا حق تھا کہ وہ سندھ کے قریب اپنی سرحدوں پر مہاجرین کے لیے خیمہ بستی قائم کریں۔ کیا پاکستان کی طرف سے ہندوستان کو کوئی خطرہ تھا یا پاکستان سے مہاجرین ہندوستان جا رہے تھے کہ ہندوستان نے اپنی سرحد پر خیمہ بستیاں قائم کی ہیں۔

دوسری جانب آپ دیکھ رہے ہیں کہ روسی۔ پاکستانی سرحدوں پر لگاتار بمباری کر رہے ہیں۔ کبھی ہمارے دماغ میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ حکومت پاکستان دشمن کی ان مضحکہ خلاف ورزیوں کا کیوں مثبت جواب نہیں دیتی۔ جب کہ ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے پاکستانی بھائیوں کے پاس دشمن کی خلاف ورزیوں کے جواب دینے کی پوری پوری صلاحیت موجود ہے اگر وہ چاہیں تو دشمن کے جہازوں کو زمین بوس کر دیں۔ لیکن وہ ایسے ردعمل دکھانے سے اس لیے گریز کر رہے ہیں کہ علاقے میں امن و امان بحال رہے۔ اور شعلے نہ بھڑکیں۔ اس لیے ہمارے پاکستانی بھائی نہایت صبر و تحمل سے کام لے رہے ہیں۔ مگر دشمن پاکستان کے سرحدی علاقوں پر لگاتار آئے دن خطرناک بم برسا رہا ہے۔

دوسری جانب کمیونسٹ جنگ بندی اور قومی مصالحت کی پیش کش کر رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے ان جھوٹے وعدوں اور دعوؤں سے ہمیں دھوکہ دے کر ہماری اور دنیا والوں کی آنکھوں میں دھول جھونک دے کہ گویا روس کا یہ ارادہ ہے کہ وہ افغانستان سے بخوشی واپس چلا جانا چاہتا ہے۔

ایک طرف جنگ بندی کا اعلان، دوسری طرف پاکستان کے داخلی مناطق میں اس نے آج کل کیا کچھ بربریت اور جارحیت کے کارنامے انجام نہیں دیئے چترال میں اور قندھار کے سرحدی علاقوں پر اندھا دھند بمباری کر رہے ہیں، پاکستان کے دیہاتی علاقوں پر راکٹوں

اور دھماکوں سے اڑایا جا رہا ہے۔ پاکستان کی گنجان آباد شہروں اور غلاقوں میں بموں کے زبردست دھماکے کئے جا رہے ہیں۔ جن سے ہمارے کئی پاکستانی بھائی، بہنیں اور معصوم بچے شہید ہوتے۔ یہ سب کچھ کس لیے کیا جا رہا ہے؟۔

جیسا کہ سنا جا رہا ہے کہ روسی اور کابل انتظامیہ کے حلقہ بگوش غلام اور ان کے ایجنٹ اس لیے پاکستان میں افراتفری اور خوف و ہراس پھیلانے میں سرگرم عمل ہیں کہ مقامی باشندوں اور افغان مہاجرین کے درمیان کشیدگی اور اختلافات رونما ہو جائیں اور مہاجرین کو پاکستان سے نکال دیں۔ ہر طرف بڑے پیمانے پر یہی تبلیغ کی جا رہی ہے۔ اگر کوئی چور کسی گھر سے چوری کرتا ہے یا کوئی قتل کی واردات پیش آتی ہے تو بغیر سوچے سمجھے اور بغیر کسی استدلال کے فوراً ان اعمال کے مرتکب بیچارے افغان مہاجرین کو ہی ٹھہرایا جاتا ہے جب کہ تحقیقات کی روشنی میں مرتکبین خود پاکستانی پائے جاتے ہیں۔

جہاں تک ہمارے پاکستانی بھائی بھی شاہد ہیں اور تحقیقات نشاندہی کرتی ہے کہ افغان مہاجرین کی آمد سے قبل آج کل صوبہ سرحد میں پہلے کی نسبت جرائم کے واقعات کا دائرہ بہت کم ہو چکا ہے۔ پھر یہ بہتان ہم پر کیوں لگایا جا رہا ہے۔ یہ وسائس کہیں؟

یہ صرف اس لیے کیا جا رہا ہے کہ روس اور کابل انتظامیہ کے مزدور فوجی ہمارے دلیر مجاہدین کے مقابلے میں جنگ کرنے سے گھبرا گئے ہیں۔ اب ان میں یہ طاقت نہیں رہی کہ وہ ہمارے مجاہدین کے حملوں کا جواب دیں۔ ان کے حوصلے روز بروز پست ہوتے جا رہے ہیں۔ اب اس لیے وہ ایسے حربے اور جیسے ہمارے خلاف اپنا رہے ہیں کہ علاقے میں لشکر کشی فرقہ وارانہ فسادات رونما ہوں۔ دشمن یہ غلط افواہ پھیلا رہا ہے کہ گویا پاکستان۔ ہندوستان پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پاکستان میں بنگلہ دیش کے ہندوؤں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ دشمن کے یہی ایجنٹ یہاں بروئے کار ہیں۔

میرا آپ لوگوں سے یہی درخواست ہے کہ آپ نہایت محتاط رہ کر ہر آنے والے حوادث کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ یقیناً آپ نے اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے۔ آپ کسی کو یہ موقع ہرگز نہ دیں کہ وہ انصار اور افغان مہاجرین کے درمیان رخنہ پیدا کر کے ان کی وحدت میں پھوٹ ڈالیں۔

میرا پیغام میرے عزیز انصار بھائیوں سے جو خواہ سرکاری اعلیٰ ملازم ہوں یا عام رعایا۔ یہ ہے کہ وہ دشمن کے مذموم عزائم سے پوری طرح آگاہ رہیں۔ اپنے دشمن کو اچھی طرح پہچان لیں۔ آج جو خطرہ اور چیلنج افغانستان کو غریب اور مظلوم عوام کو درپیش ہے۔ یہ خطرہ صرف افغان عوام کا نہیں بلکہ یہ چیلنج پاکستانی بھائیوں کو بھی ہے۔ ہمارے پاکستانی بھائیوں کو یہ جان لینا چاہیئے کہ صوبہ سرحد اور پاکستان کے دیگر شہروں میں جو دھماکے کئے جا رہے ہیں۔ یہ کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں ہے۔ افغان مہاجرین کی آمد سے پہلے جب یہاں جناب ذوالفقار علی بھٹو اور افغانستان میں داؤد خان کی حکومت تمام تھی تو اس وقت بھی روس اپنے غلاموں اور مزدوروں کے ذریعے یہاں (پاکستان میں) دھماکے کرایا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ سرحد کے فوجی شناختی کو اغوا کیا کرتا تھا۔ جس کے بے شمار کیس ثابت ہو چکے ہیں۔ اس وقت تو یہاں پاکستان میں کوئی مہاجر نہیں تھا۔ صرف دو تین آدمی تھے وہ بھی مخفی تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دھماکوں کے یہ واقعات نئے نہیں۔

ہیروئن فروش جہاں کہیں بھی ہوں وہ مفسد فی الارض عناصر ہیں۔ اس سے پہلے کہ ہمارے پاکستانی بھائی ان کو اپنا دشمن سمجھنے ہم سب سے پہلے ان کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔

ہمارے پاکستانی بھائیوں کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ آجکل روسی بڑے پیمانے پر ہیروئن کا دھندا کر رہے ہیں اور یہ سمگلران کے مزدور ہیں۔ ہم شاہد ہیں کہ روسیوں کی ایک ہیروئن سے بھری کشتی یورپ میں پکڑی گئی ہے۔

افغانستان میں جو مجاہد علاقہ روسیوں یا ان کے غلاموں کے قبضے میں ہے

وہاں تو آزادانہ طور پر پوست کی کاشت کی جاتی ہے۔ ہیروئن تیار کرنے کی مشینیں وہاں لگائی گئی ہیں۔ تیار شدہ ہیروئن خلق و پرچمی اور ان کے بیرونی ایجنٹوں کے ذریعے بیرونی ملک سپلائی کی جاتی ہے لہٰذا ہمارے پاکستانی بھائی یہ فکر و گمان اپنے دل و دماغ سے نکال لیں کہ گویا یہاں ہیروئن کا کاروبار افغان مہاجرین کر رہے ہیں۔ اگر خدا نخواستہ روس افغانستان سے نہ نکلے تو پاکستان کا بھی افغانستان جیسا حشر ہوگا۔ لہٰذا روسیوں کو افغانستان سے جلد نکل جانا چاہیئے۔

اکثر لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ افغان مہاجرین کابل میں روس نواز کٹھ پتلی حکومت کی موجودگی میں افغانستان چلے جائیں اور وہاں ایک مصالحتی حکومت قائم کریں تو پاکستان کی موجودہ مشکلات دور ہو جائیں گی۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے پاکستانی بھائیوں کو یہ اچھی طرح جان لینا چاہیئے کہ جب تک افغانستان پر خلق و پرچم پارٹیوں کا تسلط برقرار قائم رہے گا۔ اس وقت تک دشمن کے وسائل پاکستان کے خلاف جاری رہیں گے۔

پاکستان میں صرف اس وقت امن بحال ہو سکتا ہے، جب افغانستان میں مجاہدین کی اسلامی حکومت قائم ہو جو آج کل خدا کے نام پر جہاد فی سبیل اللہ کر رہے ہیں۔ ہمارے پاکستانی انصار بھائیوں کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ افغان مجاہدین اپنے اور پاکستانی انصار بھائیوں کی عزت، آبرو، شرف اور ناموس کے پاسدار اور پاسبان ہیں۔ ہم اپنے انصار بھائیوں سے جدا نہیں۔ پاکستانی انصار بھائیوں کی سرنوشت اور ان کا مستقبل ہماری سرنوشت اور مستقبل سے وابستہ ہے اور جدا نہیں۔ لہٰذا کسی کو بھی یہ حق نہیں کہ وہ افغان مجاہدین کے خلاف زہر آگیں پروپیگنڈا کرے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ملت مسلم پاکستان میں ہمیشہ وحدت و یک جہتی قائم و دائم رہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ روس اور ہندوستان پاکستان کو تجزیہ یعنی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے درپے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان ایک واحد مستحکم اور مضبوط اسلامی ملک قیامت تک پائندہ و تابندہ رہے۔ کیوں کہ ہمیں معلوم ہے کہ پاکستان کی قوت اسلام کی قوت ہے۔ پاکستان کی امنیت اسلام کی امنیت۔ پاکستان کی خود مختاری، آزادی اور سرفرازی ہمارے افغان عوام کی آزادی اور سرفرازی ہے۔

یہ ہماری پناہ گاہ ہے۔ پاکستانی انصار بھائی ہمارے عزیز اور مہربان بھائی ہیں۔ ہم ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ ان کے پاؤں میں ایک کانٹا بھی چبھے۔ لیکن یہاں بیرونی اسلام دشمن، پاکستان اور افغان عوام دشمن کا ہاتھ ہے۔ جو چاہتے ہیں کہ انصار اور افغان مہاجرین

جب تک دشمن کو اپنے دامن سے ہاتھ نہ نکالوں میرے لیے چین حرام ہے۔

کے درمیان اختلاف پھیلاتے۔ ہم ایسے عناصر کو محکوم کرتے ہیں۔

میرے عزیز بھائیو!

مجھے یقین ہے کہ ہمارے پاکستانی بھائی کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اگر آج افغان مجاہد عوام روسی جارح فوجیوں کے مقابلے میں سینہ سپر ہو کر ان کے دانت کھٹے نہ کر دیتے تو روسی ٹینک کب کے سرحدوں سے عبور کر کے صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان میں داخل ہو جاتے۔

مجھے امید ہے کہ ہمارے مسلمان انصار بھائی اپنے افغان مہاجرین بھائیوں کو اپنا بھائی سمجھ کر ان کے ساتھ نیک رواداری کا سلوک کریں گے۔ چنانچہ وہ پہلے بھی انصار مدینہ بن کر اپنے نیک سلوک کا ثبوت دے چکے ہیں۔

میرے عزیز مہاجر بھائیو!

آپ ہی وہ قوم ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں اپنا گھر بار لٹا کر آج کل گوناگوں اذیتیں صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے جھیل رہے ہیں۔ اور آج یہاں اس دشت بے آب و گیاہ میں ایک بے سروسامانی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ تمہارے پاس کوئی مال و متاع نہیں لیکن تمہارے پاس وہ عظیم سرمایہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے مسلمان بندوں کو عطا کیا ہے اور وہ ہے "ایمان کی دولت"

آج ہم جس مصائب کا سامنا فراخدلی سے کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ آئندہ بھی ہمیں اللہ کی راہ میں تکالیف برداشت کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔

میرے عزیز بھائیو!

ہم لوگ آج کل ایک فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں۔ جب یہ واقعہ یہاں رونما ہوا۔ کاش میں آپ کی خدمت میں یہاں موجود ہوتا۔ لیکن کیا کروں ہم اپنے دین اور وطن کے دشمنوں کے ساتھ جنگ میں برسرپیکار ہیں۔ دشمن چاہتا ہے کہ ہمیں اپنے پرزے اور غلط پروپیگنڈوں سے سیاسی شکست دے اور ہمارے سیاسی شناخت کی موجودیت کو ختم کر دے۔ چنانچہ اس نے ایک مرتبہ وسط ایشیا میں ہمارے مسلمان مجاہد بھائیوں کو بھی ایسے ہی ہتھکنڈوں سے سرکوب کیا تھا۔ اگرچہ انہوں نے بھی ان وحشی درندوں کے خلاف متواتر (۱۵) سال جنگ کر چکے تھے۔ لیکن ان ظالموں نے انہیں نہیں چھوڑا کہ وہ اپنی مظلومیت کی آواز دنیا والوں تک پہنچا پائیں۔ حتیٰ کہ وسط ایشیا کے مسلمانوں پر کیا کچھ قیامت گزری کسی کو خبر نہیں۔

میں اس حکایت کو بارہا بیان کر چکا ہوں کہ جب روسی وسطی ایشیا کے مسلمانوں کا قتل عام کر رہے تھے اور ہندوستان میں مقیم مسلمان انگریزوں کے مظالم سے تنگ آ کر یہ دعا مانگ رہے تھے کہ اے اللہ لینن کو جلد ہندوستان میں لا تاکہ وہ ظالم انگریزوں کو یہاں سے باہر نکال دے۔ جب کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ خبر نہ تھی کہ اسی لینن نے وسطی ایشیا کے تمام مسلمانوں کو قتل کیا ہے۔ اگر روسیوں کے ناپاک قدم ہندوستان کی دھرتی پر داخل ہو جاتے تو وہاں پر بھی قتل و قتال کا سلسلہ شروع ہو جاتا جیسا کہ اس نے وسط ایشیا میں کیا تھا۔

لیکن اس کی کیا وجہ تھی کہ ہمارے وسطی ایشیا کے مسلمانوں نے اپنی مظلومیت کی آواز سرحد پار تک نہیں پہنچائی۔

شاید دنیا میں ایسے بہت سے اسلامی اور غیر اسلامی ملک ہوں جنہیں یہ خبر نہ ہو کہ آج کل افغانستان میں افغان عوام پر کیا ظلم ہو رہا ہے۔ جب ہم بین الاقوامی سطحوں پر روسیوں کے مظالم کو افشا کرنے کے لیے کمر ہمت باندھ لیں تو پھر وہ اس بے رحمانہ قتل عام کو افغانستان میں بند کر سکتا ہے۔

چند دن پہلے جب میں ایک سلسلہ مسافرت کے دوران افریقہ میں تین ملکوں کا دوستانہ دورہ کیا تو سینیگال نامی ایک ملک میں ایک پریس کانفرنس کا اہتمام کیا گیا۔ جرنلسٹ ایجنسی تاس کا نمائندہ بھی وہاں موجود تھا۔ پریس کانفرنس شروع ہونے سے پہلے وہ گھبرایا ہوا نشر و اشاعت کے وزیر سے درخواست کرتا ہے کہ میں اسے کانفرنس میں شمولیت کی اجازت دوں۔ جب سینیگال کے سینیٹر افسروں نے اس بارے میں مجھ سے مشورہ کیا تو میں نے جواباً کہا:

"کوئی فرق نہیں پڑتا روسیوں کو کہہ دو کہ وہ آئیں۔ اور جو سوال وہ کرنا چاہیں کر سکتے

ہیں"۔

افریقہ کے بے خبر عوام اس فکر کو گمان میں مبتلا تھے کہ شاید روسی مشرقی ملکوں میں نئی آبادیاں بنا کر اور وہاں مظلوم عوام کا دفاع کر رہے ہیں۔ میں نے افریقہ کے عوام کو بتایا کہ روسیوں کے اصل میں دو چہرے ہوتے ہیں۔ ایشیائی ملکوں میں ان کے چہرے خون آشام، سفاک آدم کش اور استعمارگر ہیں۔ اس کے برعکس آپ بے خبر۔

افریقائی بھائیوں میں ان کے چہرے اور کچھ ہوتے ہیں۔ وہ یہاں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ روسی۔ محروم عوام کے طرفدار اور سانی و نسلی امتیاز کے دشمن ہیں۔ لیکن یہی روسی افغانستان میں ایک سفاک قوم ثابت ہوئے ہیں۔ آپ انہیں پہچان لیں۔ ان کے فریب اور دسائس کا دھوکہ نہ کھائیں۔ انہوں نے ہمیشہ قوموں کو جھوٹا وعدہ دیا ہے اور انہیں زنجیروں میں جکڑا ہے۔ جیسا کہ پہلے افریقائی عوام غلاموں کی طرح خرید و فروش کیے جاتے تھے اور اس جزیرے کا نام "جزیرۃ العروش غلام" رکھا گیا۔ چنانچہ آپ کو اور آپ کے فرزندوں کو یورپی استعمارگر آپ کی اجازت کے بغیر حاصل کر کے انہیں اپنا غلام بنا کر بیچ ڈالا کرتے تھے۔ آج افغانستان میں بھی اسی طرح ہمارے معصوم بچوں، نوجوانوں کو ان کے والدین کی اجازت کے بغیر غلام کے طور پر باہر بھیجا جا رہا ہے تاکہ وہ کمیونسٹ غلام بار آور ثابت ہوں۔

لہٰذا آپ استعمارگر چہروں کو اچھی طرح شناخت کر لیں۔ روسیوں کے مذموم عزائم کو افشا کرنے اور یہ کہ ہم اپنی سیاسی موجودیت اور ایک مستقل اور انقلابی پالیسی پر قائم ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ دشمن کی ہر قسم کی ہرزہ سرائی سے باخبر رہیں۔ ہمیں اپنے اسلامی انقلاب کی ذمہ داری کا بخوبی احساس ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہرزہ گو جو چاہے کہے۔ لیکن روسیوں پر روحی لحاظ، جنگی لحاظ اور سیاسی لحاظ سے آتش بار ڈالنا چاہیئے کہ وہ مجبور ہو کر ہمارے پیارے وطن سے نکل جائیں۔ میں اپنے اسلامی انقلاب کی سیاسی پہچان اور شناخت کے سلسلے میں اکثر افریقائی اور ایشیائی ملکوں کا دورہ کر چکا ہوں۔ اور جمہوری اسلامی ایران میں۔ میں نے اپنے اسلامی انقلاب کے موقف اور اس کی شناخت کے بارے میں پوری وضاحت سے بات چیت کی۔ اور آج اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے اور ہم اس کے شکر گزار ہیں کہ ہماری تلاش جہاد کے گرم مورچوں میں اور بیرونی ملکوں میں موثر ثابت ہو چکی ہے

> "انشاء اللہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے جلد ہی اپنے مستقل ملک افغانستان میں داخل ہو جائیں گے"

ہماری سیاسی تلاش آخر کار روسیوں کو مجبور کر دے گی اور وہ خود کہیں گے کہ ہم افغانستان سے نکل جاتے ہیں۔ چنانچہ اب وہ خود کہتے ہیں کہ ہم افغانستان سے نکلنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیوں کہ ایک سال پہلے ایسا نہیں کہتے تھے یا ایک سال پہلے کیوں ایک طرفہ جنگ بندی کا اعلان نہیں کرتے تھے۔

ایک سال پہلے کیوں روسی وزیر خارجہ افغانستان نہیں جاتا اور یہ اعلان نہیں کرتا کہ ہم اپنی فوجیں کابل سے نکالنے پر آمادہ ہیں۔

لیکن اب ہمیں ثابت ہو چکا ہے کہ ہم نے اپنی سیاسی پہچان کا لوہا بین الاقوامی سطح پر منوا لیا ہے۔ اب ہم میں یہ بہت موجود ہے کہ ہم اپنا دفاع آپ کریں۔ اور روسیوں کے مظالم کے واقعات کو پس پردہ ڈال کر جہاں والوں تک نہ پہنچا سکیں۔

یہ ہماری مؤثر سیاسی تلاش کا نتیجہ ہے کہ آج روس فریاد کر رہا ہے کہ ہم افغانستان سے نکلنا چاہتے ہیں۔ حتیٰ کہ وزیر خارجہ نے یہ بھی گلہ کیا ہے کہ مجاہدین نے کیوں ہماری جنگ بندی اور قومی مصالحت کی پیش کش کو قبول نہیں کیا۔

لہٰذا یہاں اس سیاسی تلاش کی اہم ضرورت تھی اور ہے۔

ہمیں چاہیئے کہ ہم صادقانہ طور پر اپنے مشن کو جاری رکھیں۔ لوگوں کی بے مقصد اور ہرزہ سرائی پر کوئی توجہ

نہ دیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے اسلامی انقلاب کو کامیابی کی منزل کی جانب بڑھانے کے لیے نئی تلاشیں بروئے کار لائیں۔

بعض مشکلات کی بناء پر میری ملاقات آپ سے بروقت نہ ہو سکی۔ امید ہے آپ مجھے معاف فرمائیں گے۔ اور آج جب کہ مجھے یہ سعادت حاصل ہوئی۔ میں آپ سے مل کر بہت خوشی ہوا ہوں۔

میرے عزیز بھائیو!

ماضی میں آپ نے بہت ساری تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اور آج بھی ہمیں ان طاقت فرسا مشکلات کا سامنا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اس امتحان الٰہی میں ہم سرخرو ہوں اور صبر کریں۔ کیوں کہ صبر کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوتا ہے۔ یعنی ہماری منزل کامیابی کی جانب قریب سے قریب تر ہوتی جارہی ہے۔

آپ خود دیکھئے! آپ کا دشمن کل تک ہماری موجودیت، ہمارے موقف، ہمارے اسلامی مشن سے منکر تھا۔ لیکن آج اونچی آواز سے کہہ رہا ہے۔

"آیئے۔ ہم آپس میں قومی مصالحت کریں۔

میرے عزیز بھائیو!

مایوسیوں کو دور کنار چھوڑو۔ آج ہماری کامیابی قریب آچکی ہے۔ تکلیف اور زحمت آپ نے جو اسلام کے لیے قبول کی ہیں۔ خداوند تعالیٰ اسے اپنے دربار میں قبول فرمائے۔

بے رحم۔ ستمگر روسی جنایت کار انسان کے حلقہ بگوش خلقی و پرچمی کو جان لینا چاہیئے کہ وہ دن آنے والا ہے کہ وہ اپنے اعمال کی سزا ضرور پائیں گے۔ اور انشاء اللہ روس ذلیل و خوار ہو کر ہمارے وطن سے نکل جائے گا۔

میرے عزیز اور مہربان بھائیو!

روسیوں اور ان کے حلقہ بگوش غلاموں کا جنگ بندی اور قومی مصالحت کا اعلان ان کی طرف سے ہمارے لئے کوئی تحفہ نہیں کہ ہم قبول کریں۔ بلکہ ہمارے دلیر مجاہدوں کی غیرت اور ہمت کا نتیجہ ہے جو ہم کمیونسٹوں کے حلق سے نکالا ہے ہمیں یقین ہے کہ جس چیز نے روسیوں کو ہمارے ملک افغانستان سے نکل جانے پر مجبور کر دیا ہے وہ ہمارے مسلمانہ جہاد ہمارے مسلمان عوام کا صبر و استقامت کا نتیجہ ہے۔

قرآن کریم میں خداوند تعالیٰ نے جو وعدہ اپنے محبوب پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد صدق اللہ رسولہ
الرؤیا بالحق لتدخلن
المسجد الحرام انشاء اللہ
محلقین رؤسکم و مقصرین
لا تخافون فعلم مالم تعلموا
فجعل من دون ذالک فتحاً
قریباً۔

"انشاء اللہ ہم سب اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم سے جلد ہی اپنے آزاد، مستقل ملک افغانستان میں داخل ہو جائیں گے۔ اور وہاں ایک عدل الٰہی کی حکومت کی بنیاد ڈالیں گے"۔

انشاء اللہ اب ہماری کامیابی کے ایام قریب آچکے ہیں۔

والسلام

وطن کی پاسداری میرا ایمانی وجیبہ ہے۔

ذلّت، شرمندگی اور شکستِ فاش
افغانستان پر ہر حملہ آور کا مقدر رہے

سیّد عبداللہ

تاریخ گواہ ہے کہ افغانستان کی آزادی اور شمع اسلامی کے جیالے مجاہدین نے اپنے کسی بھی دشمن کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالے ہیں۔ ان کی روایت میں اپنے لئے شکست کا کوئی لفظ موجود نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ چنگیز و ہلاکو سے لے کر سرخ سامراج تک جس نے بھی افغانستان پر حکومت کے خواب دیکھے۔ وہ شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکے۔ اور اس ضمن میں ہر لادینی اور بیرونی حملہ آوروں کے ارادوں کو اپنی شان اور عظمت کے پاؤں تلے روند ڈالے اپنی لازوال آزادی اور امامت کی خاطر وہ صرف اور صرف شہادت اور سرافرازی کو جانتے ہیں۔

مانتے ہیں۔ کہ وہ مادی طاقت کے لحاظ سے بہت غریب اور لاچار ہیں لیکن ایمان کی متاع سے وہ دنیا کی دوسری اقوام کے مقابلے میں زیادہ دولت مند ہیں۔ اور قدرت کی طرف سے ایمانی دولت کی اس قدر فراوانی سے اُن کے سر اطاعت اور شکر گزاری کے جذبے سے ہر وقت اپنے ربّ کی درگاہ میں جھکے رہتے ہیں۔ یہ وہ سر ہیں۔ جو کٹنا تو جانتے ہیں۔ لیکن کسی غیر طاقت کے سامنے جھکنا نہیں جانتے۔ کیونکہ باطل کی غلامی کو وہ نہ صرف اپنی آزاد فطرت کے خلاف ایک چیلنج خیال کرتے ہیں۔ بلکہ اسے ایک ناقابل معافی گناہ بھی سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ دنیا میں ذلت کی زندگی کو آبرومندانہ موت پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور اپنی آنے والی نسلوں کے لئے اپنے خون سے ایسے چراغ روشن کرتے ہیں۔ جن کی ضیا پاشی اُن کی زندگی، آزاد اور خود مختار حیثیت کو تابناک بنا دیتی ہے۔

افغانستان کے غیرت مند عوام اپنی آزادی کے ہر دشمن کے خلاف تخت یا تختہ کے فلسفے پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اپنے ایمان کے اس جذبے کو وہ عملاً اپنے مقدس خون سے جلا بخشتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب سے افغان نسل معرضِ وجود میں آئی ہے۔ اس کی تاریخ میں ڈھونڈنے سے بھی دشمن کے مقابلے میں پیچھے ہٹنے کے آثار نظر نہیں آتے۔ بلکہ ان کی تاریخ میں تلواروں کی جھنکار اور توپوں کی گرج میں اللہ اکبر اور آزادی کے روح پرور نعروں کے سوا کچھ بھی سنائی نہیں دیتا۔

افغانستان پر حکومت افغانوں کا حق ہے۔ اور یہ حق باوجود کئی بہ خود غلط طاقتوں کے متعدد حملوں اور جارحیت کے نہ چھینا گیا ہے۔ اور نہ چھینا جائے گا۔ کیونکہ افغان مجاہدین اس حق کی حفاظت جس طرح جانتے ہیں اور کوئی نہیں جانتا۔

مانا پڑتا ہے کہ اس بار دنیا کی ایک سپر پاور نے جدید ہتھیاروں سے لیس اپنی لاتعداد افواج کے ذریعے افغانستان پر حکومت کرنے اور افغانوں کو غلام بنانے کی اُمید سے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ لیکن اس زور اور طاقت کے باوجود افغانوں کی مزاحمت اور جرأت مندانہ اقدام کے نتیجے میں جس شرمناک اور عبرت ناک شکست سے دوچار ہو کر جس ذلت آمیزی سے اُن کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں وہ افغانوں کے مقابلے میں روسی استعمار کی شکستِ فاش ہے۔ جسے اب وہ صلح اور کوشش کی آڑ میں چھپانے کی ایک ناکام کوشش میں مصروفِ عمل ہے اور افغانوں نے اپنی روایتی اور مجاہدانہ کردار سے ایک بار پھر دنیا پر ثابت کر دیا ہے کہ افغانستان دنیا کی ہر طاقت کے لئے ایک ناقابلِ تسخیر حقیقت ہے۔

(باقی صفحہ ۲۷ پر)

تحریر: عبدالحبیب حمدرد

انتقام کا جذبہ

وہ دن مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ جب کمن فضل محمد جسے اس کے والدین اور گاؤں والے لاڈ اور پیار سے فضلو کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ وہ اکثر اپنے گھر کے سامنے والے خشک نالے کے کنارے ریت پر بیٹھا ہاتھ میں تیلی تھامے ریت پر کچھ لکیریں کھینچتے ہوئے کسی فکر میں گم سم رہتا۔

ایک دن میں اس کے قریب گیا اور پوچھا:

بھائی فضلو! کیا بات ہے۔ کیوں اتنے اداس ہو۔ آپ ریتوں پر کیا لکھتے ہو۔ کن سوچوں میں گم رہتے ہو آخر تمہیں ہو کیا گیا؟ اپنا دکھ مجھے بتاؤ شاید میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں اور تمہارے دل کے بوجھ کو ہلکا کر دوں۔ تم ابھی کمن ہو۔ تمہیں اتنا سوچنا نہیں چاہیئے ایسا نہ ہو کہ تمہاری صحت بگڑ جائے

فضلو نے جواباً کہا: ہاں! یہ ٹھیک ہے کہ میں کمن ہوں، لیکن میرا ننھا سا دل انسانی عاطفہ اور محبت سے بھرا ہے۔ میرے دل و دماغ میں نفرت کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ میرے بچپن کی دنیا ایک حسین، دلکش اور رعنائیوں کی دنیا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ مجھے نہیں بھاتیں۔

میں نے پوچھا کیوں؟

اس نے کہا دیکھئے۔ ہمارے وطن والے کتنے مظلوم ہیں۔ یہاں غربت ہے افلاس ہے اور یاس۔

مجھے یہ فکر لگی ہے کہ ہمارے وطن والے کیوں اتنے احساس کمتری کا شکار ہو کر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ کیا یہ میری ذمہ داری نہیں کہ میں اپنے ملک کی ترقی اور اپنے ملک کے عوام کی خوشحالی کے لئے سوچوں اور کچھ کام کروں؟ اور اپنے مظلوم بھائیوں کو اس ابتر زندگی سے نجات دلاؤں؟

میں نے اپنے دل و دماغ میں اپنے پسماندہ ملک کو ترقی کی جانب گامزن اور اپنے مظلوم عوام کو ایک خوشحال زندگی دلانے کے لئے ڈھیر سارے رنگین ارمان دل کی دھڑکن کی طرح اپنے سینے میں چھپا رکھے ہیں۔ میں تو اپنے پسماندہ ملک کے تعمیر نو اور اپنے ہموطنوں کی بگڑی ہوئی تقدیر سنوارنے کے لئے دن رات بے چین رہتا ہوں۔ مگر افسوس میں کسی فیصلے پر نہیں پہنچ پاتا، وہ اپنے جوشیلے انداز میں ایک بار پھر اپنی کمسنی پہ سرد آہ... نکالتے ہوئے کہا:۔

کمسن ہوں تو کیا ہوا۔ میرا ضمیر جواں ہے میرا ذہن اندھا اور تاریک نہیں، میرا عزم اور حوصلہ پہاڑ جیسا بلند ہے۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے اپنے ملک اور وطن کے لئے کیا کچھ کرنا ہے؟

مجھے اپنے وطن کی خوشحالی کی فکر کیوں نہ ہو! وطن تو ہمارے لئے ماں کا مقام رکھتی ہے۔ وطن سے ہماری پہچان ہے۔ ہماری شناخت بنتی ہے وقار بڑھتا ہے اور عزت و آبرو بھی وطن سے ہی ہے

جیسے ماں کا ایک فرمانبردار بیٹا اپنی ماں کی چادر کے تقدس کو ہر قسم کی آلودگی سے پاک رکھنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اسی طرح ہمیں اپنے وطن سے محبت کرنی چاہیئے۔ میں بھی اسی ملک کا ایک فرد ہوں۔ بھلا مجھے اپنے ملک و قوم کی بھلائی کی کیوں کر فکر نہ ہو۔

بھائی جان! میں تو دکھی انسانیت کی خدمت کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں۔ اخوت اور محبت ایک ایسا جذبہ ہے۔ جو انسان کو انسان بناتا ہے۔ لوگ تو اپنی آسائش اور آرام کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ کیا یہ کوئی زندگی ہے۔ میں اس عقیدے کے خلاف ہوں زندگی تو وہ ہے جو ممتاجوں، ضرورتمندوں دکھی انسانوں کے کام آئے۔

یہی وجہ ہے کہ میرا ضمیر مجھے ہمیشہ جھنجھوڑ رہا ہے۔ اکسا رہا ہے۔ کہ میں آج ہی سے اپنے ہموطنوں کو اس خلاکت بار زندگی سے چھٹکارا دلانے کے لئے تلاش کروں مگر میری مجبوری میری کمسنی ہی ہے، قوم اور وطن کا غم مجھے دیمک کی طرح اندر ہی اندر کھا رہا ہے۔

آپ یقین کریں۔ میں نے اپنے بچپن کی ساری ناز و نعمتیں ماضی پر چھوڑ دی اور کل کے آنے والے دن (جوانی) کی آس میں لگن ہوں۔ ہمارا حسین ملک غلیم کے نرغے میں ہے۔ گھیرا آئے دن تنگ سے تنگ ہوتا جا رہا ہے۔

معاشی حالت روز بروز خراب ہوتی جا رہی ہے۔ کفر و سامراجی طاقتوں کے پیہم حملوں کے باعث یہ خطہ میرے وطن والوں کے لئے جہنم میں بدل چکا ہے ہمارے چاروں طرف یاس و اضلاس نے گھیرا ڈالے رکھا ہے۔ میں بھی اسی خطے کا باسی ہوں۔ میں نے اپنے مظلوم وطن والوں کو اس مصیبت سے نجات دلانے کے لئے پکا عزم کر رکھا ہے اور اس ارمان کو پورا کرنے کے لئے بے شمار امیدوں کے چراغ دل میں جلائے وقت کا انتظار کر رہا ہوں۔ اگر زندگی نے ساتھ دیا اور میں ذرا جواں ہو گیا۔ تو میں اپنی ہمت کے۔ جرات چکا کر اپنے ملک سے ظلم و استبداد کا یہ سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دور اٹھا پھینکوں گا۔ اور اپنے مضبوط بازوؤں سے اپنے ملک کی خوشحالی کے لئے اپنا خون پسینہ ایک کر دوں گا۔

وطن کے مست دریاؤں کو بہار کر کے ان کا رخ بدل دوں گا۔ ان پر ڈیم باندھ کر اپنے وطن کی پیاسی مٹی کو جو صدیوں سے ایک ایک بوند پانی کو ترس رہی ہے۔ سیراب کر دوں گا۔ بنجر زمینوں کو زرخیز بناؤں گا اور وطن کو چراغاں کر دوں گا۔

میں اپنے وطن کے فلک بوس پہاڑوں میں چھپے ہوئے معدنی ذخائر کی تلاش کے لئے ان کے سینوں کو چیر دوں گا۔

وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ فضلو جوان ہو گیا یہ ۱۹۸۰ء کا ذکر ہے کہ میری ملاقات ایک بار پھر اس سے ہوئی۔ اس نے اظہار کیا افسوس! صد افسوس.....

اب جبکہ میں جوان ہو گیا ہوں۔ تو میرے رنگین ارمانوں کی بہار میں خزاں کے بے ہر طوفان اُمنڈ آئے۔ اور میرے ارمانوں کو خون کے سمندر میں نہلا ڈالا۔

قطب شمال کی جانب سے کمیونزم کے ایک وبائی بیماری نے ہمارے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ایک محدود ناعاقبت اندیش افراد اس مرض کا شکار بن کر ہمارے مظلوم مسلمان عوام کے لئے ایک درد سری ایجاد کر گئے۔ روسیوں کے بے رحم حملوں کے باعث ہمارا ملک ایک بار پھر وحشت و بربریت کا شکار ہو گیا

میری سوچیں، میرے خواب، میرے ارمان سب کے سب خاک میں مل گئے۔

میری حسرتوں کے دیئے (چراغ) مدھم ہو گئے۔ اب میں اپنے دیرینہ آرزوؤں کو پورا کرنے کے لئے بجائے اس کے کہ ملک کی ترقی کے لئے اپنا خون پسینہ بہاؤں۔

آج میدانِ جہاد میں اپنا خون پسینہ بہاؤں گا

اب میں ایک مجاہد ہوں۔ وطن کا سچا مجاہد۔ دین کا صادق خادم اور اسلام کا محافظ اور آزادی کا علمبردار۔

بجائے اس کے کہ میں پہاڑوں کے سینوں کو چیر کر معدنیات نکالوں۔ اب مضبوط مورچے بناؤں گا۔ اپنے دشمن کا تتبع و قمع کروں گا۔ میرے وطن کی طرف اٹھنے والی بری آنکھ پھوڑ دوں گا

اے میرے مادر وطن کے دشمنو!

ہم نے تمہارا کیا بگاڑا تھا۔ جو تم نے ہمیں برباد کر دیا۔

اے صلح و آزادی کے جھوٹے دعویداروں اور علمبرداروں، خدا سے ڈرو۔ ایک دن تم نے بھی خدا کے حضور میں پیش ہونا ہے۔

اے اُجرتی قاتلو، دہشتپسندوں اور آزاد زندگی کے دشمنو! تم نے میرے مظلوم ارمانوں کی دنیا کو کیوں برباد کیا؟

تم نے میرے مظلوم ارمانوں کو میرے ہی وطن والوں کے خون سے کیوں رنگا؟

کیا ایک ہمسایہ دوسرے ہمسائے کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتا ہے۔ جو تم نے ہمارے ساتھ کیا؟

کیا دوستی و ہمسایگی یوں ہی کی جاتی ہے۔ جو تم کر رہے ہو۔

تم میرے دین اور وطن کے دشمن ہو میں ان مظالم کا ضرور بدلہ لوں گا۔ آج میں ایک نوجوان مجاہد ہوں، مجاہد راہِ حق اور مجاہد راہِ آزادی۔

اے میرے پروردگار! میں نے اپنے ملک کی آزادی اور کلمۂ توحید کی بقاء کے لئے بندوق اٹھائی ہے۔ مجھے توفیق ارزانی فرما کہ میں اپنے ارمانوں کو پورا کرنے میں کامیاب و سرخرو ہو جاؤں غازی بنوں یا شہید ہو جاؤں۔

ڈاکٹر این۔ جے خان لیسٹر

افغان مہاجرین اور ہمارا رویہ

بہادر قومیں ہر حالت میں اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کرتی ہیں

افغان عوام کو جبراً غلام بنانے کے لئے ۷ سال سے جو ظلم و ستم کیا جا رہا ہے انسانیت اس کو دیکھ کر گزر رہی ہے جو تحریک دنیا میں غریبوں کی آزادی کی دعویدار ہے اس کے ہاتھوں افغان عوام پر یہ ظلم و ستم دیکھ کر دنیا حیران و پریشان ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ یہ مظلوم بھی غریب اور مزدور کسان ہیں جب آزاد دنیا کے عوام روس سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ آزاد اور غیور افغانیوں کو اس بات کا موقع دیں کہ وہ اپنا گھریلو جھگڑا خود نمٹا لیں۔ روس اپنی فوجیں ہٹا کر افغانستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت بند کرے تو روس کے پاس ایک ہی بہانہ ہے کہ وہ جو کچھ بھی کر رہا ہے افغان حکومت کی درخواست پر کر رہا ہے۔ اگر روسی قائدین ذرا بھی سمجھدار ہوتے تو یہ آسان بات سمجھ چکے ہوتے کہ افغان گورنمنٹ کے ساتھ افغان عوام نہیں بلکہ یہ سب کرایہ کے ٹٹو ہیں جو روس کے ہمنوا بنے ہوئے روسی عوام اور گورنمنٹ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ افغانستان کے عوام کی جدوجہد ضرور کامیاب ہوگی۔ افغانستان میں روس کے جارحانہ عزائم، روسی لیڈروں اور ان کے غدار پٹھوؤں کو شرمناک شکست ہوگی۔ روسی لیڈروں کو شاید ویت نام کی جنگ آزادی یاد نہیں رہی یا شاید روس نے اس سے سبق نہیں سیکھا ہے

تاریخ گواہ ہے کہ غیور افغان قوم نے کسی ظالم اور مغرور طاقت کے سامنے سر نہیں جھکایا ہے۔ سکندر اعظم سے لے کر برطانوی سامراج تک سب ہی افغانستان میں ناکام اور نامراد ہوئے ہیں۔ افغان قوم نے ان سب کو شکست فاش دے کر اپنی آزادی کو برقرار رکھا۔

ہمارے ملک پاکستان میں بھی اب کچھ ایسے عناصر پیدا ہو گئے ہیں۔ جو افغان مجاہدین اور مہاجرین پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں افغان مہاجرین کے سلسلہ میں لوگ مختلف خیال رکھتے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ کچھ لوگ حکومت پاکستان کی پالیسی کے حامی ہیں۔

۲۔ کچھ لوگ خاموش تماشائی تماشا ہی ہیں اور نتیجہ کا انتظار کر رہے ہیں۔

۳۔ کچھ لوگ بیانگ دہل کہہ رہے ہیں کہ حکومت غلطی پر ہے۔ افغان مہاجرین کو ان کے گھر واپس بھیج دینا چاہیئے۔ افغان گورنمنٹ سے ان کی حفاظت کے لئے معاہدہ کر لیا جائے۔ افغانستان میں جلد ہی الیکشن ہوا اور ایک نمائندہ حکومت قائم کی جائے۔

جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان میں افغان مہاجرین کی آمد روکی جائے۔ کیونکہ پاکستان گزشتہ سات سال سے ان کی جو عام مہمان نوازی کر رہا ہے۔ اور دنیا کے سامنے روسی جارحیت کے خلاف جو آواز اٹھا رہا ہے۔ اس کی وجہ سے پاکستان کے دشمنوں میں اضافہ ہو رہا ہے تو پاکستان کے حلیفوں میں بھی تو اضافہ ہو رہا ہے۔

علاوہ ازیں ایک بہادر قوم اپنے ہمسایہ مظلوم بھائی کی مدد ہر قیمت اور ہر حالت میں کرتی ہے ہم مظلوموں کی مدد کر رہے ہیں۔ تو خدا ہمارے ساتھ ہے، ہماری فتح ہوگی۔ خدا ہی عزت اور ذلت کا رہنے والا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پاکستان میں جرائم بڑھ رہے ہیں۔ اسمگلنگ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ خاص طور سے منشیات کا دھندا زوروں پر ہے۔ اس سلسلہ میں کراچی جس شدید پیمانہ پر فسادات ہوئے اور ہو رہے ہیں ان میں جس نے بھی حصہ لیا ہے۔ وہ پٹھان ہے نہ مہاجر۔ وہ صرف مجرم ہے، پوری قوم کا مجرم یہ موزوں وقت نہیں کہ میں پیسے پٹھانوں کے بارے میں بات کروں۔ لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ پٹھانوں کو اس بات پر فخر ضرور ہے کہ وہ تاریخ کے عظیم لوگوں کے وارث ہیں۔ ویسے تو ان کی فہرست طویل ہے۔ لیکن میں چند نام دے رہا ہوں سلطان

ماہنامہ

مشعل

پاکستان ہماری پناہ گاہ ہے، پاکستانی انصار بھائی ہمارے عزیز اور مہربان بھائی ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ان کے پاؤں میں ایک کانٹا بھی چبھے۔

(پروفیسر استاد برہان الدین ربانی)

محمد اول و ثانی (ترکی) محمود غزنوی، شمس الدین شیر شاہ سوری، سلطان ٹیپو، حیدر علی وغیرہ جہاں تک میرے محترمی بزرگ عبدالغفار خان ان کے صاحبزادے ولی خان اور ان کی اہلیہ کا تعلق ہے میں ان کی خدمت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

ان کا خاندان گاندھی اور نہرو کے نام لیواؤں میں ہے۔ میرا یہ عرض ہے۔ آپ لوگ مہربانی کر کے ہندوستان میں ان نیک نام لوگوں کے جانشینوں اور نام لیواؤں کو یاد دلایئے کہ وہ لوگ کیا کہتے تھے اور آپ کیا کہتے ہیں ہندوستان کی چالیس سال کی تاریخ ۱۹۴۷ء و ۱۹۸۷ء میں ہندوستان کی اقلیت پر کیا کیا ظلم نہیں ہوئے ہندوستانی مسلمان اور پھر آج سکھ لوگوں پر کیا کیا ظلم ہو رہے ہیں۔

کیا میرے محترم خان ہرا دران کی حمیت اتنی مر گئی ہے۔ کچھ نہیں تو دہلی ایئر پورٹ پر ہندوستانی مسلمانوں کے لئے تھوڑی سی زبانی ہمدردی ہی کا اظہار کرتے ان کی اطلاع کے لئے ہندوستانی مسلمانوں میں پشتون برادری کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اگر وہ ہمدردی کرتے ہوئے شرماتے تھے۔ تو کچھ آنسو بہا دیتے

آج جو لوگ کہتے ہیں کہ افغان مہاجرین کو واپس کر دیا جائے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ۱۹۴۷ء سے پہلے سندھ اور پنجاب میں ہندو مہاجنوں نے کس طرح ان کو کیل رکھا تھا یہ مہاجن ان کو قرض دے کر ان کے جوان لڑکوں اور لڑکیوں سے کس طرح کام لیتے تھے وہ دنیا اچھی طرح جانتی ہے زیادہ بہتر تو یہ ہوگا کہ اگر وہ لوگ اپنے ماضی کے جھروکوں میں خود جھانکیں۔ میں اس سلسلہ میں زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔ اس دنیا میں خدا کا قانون ہے اور اس پر اس دنیا کا نظام چل رہا ہے کہ ایک کا کام دوسرا کرے اور دوسرے کی ضرورت پہلا پوری کرے۔

آج کی ترقی یافتہ دنیا میں زندگی بالکل بدل چکی ہے۔ کوئی فرد کوئی خاندان، کوئی قبیلہ اور کوئی قوم اکیلی زندہ نہیں رہ سکتی۔ سب کو ایک دوسرے سے مل جل کر رہنا ہوگا۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے پاکستان بنانے میں جو کردار ادا کیا تھا۔ اگر ہمارے یہ سندھی بھائی یاد کریں تو ان کو جاننا چاہئے کہ ان پر یہ احسان کیوں کیا گیا تھا۔ صرف اس لئے کہ یہ سندھی مسلمان ان کے بھائی ہیں۔ اس لائن پر نہ سوچنے پر ان کو کیا بھگتنا ہوگا، انہوں نے کل سوچا تھا اور نہ آج سوچتے ہیں۔

اگر ہندوستانی مسلمانوں نے اس لائن پر سوچا ہوتا جس پر بعض سندھی آج سوچتے ہیں تو ہندو سیٹھوں کی تجوریاں آج بھی بھری ہوتیں اور ان شریف لوگوں کی جیبیں آج بھی خالی ہوتیں۔ ان سیٹھوں نے شاید ان کو پکڑ کر سر مہ بنا دیا ہوتا۔ دنیا کا قاعدہ ہے۔ اس ہاتھ لو اور دوسرے ہاتھ دو۔ کیا اب بھی آپ لوگ کہیں گے کہ افغان مہاجرین کو مدد نہ دی جائے۔ اور ان کو ان کے گھر واپس کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں قرآن خداوندی بھی سن لیجئے۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اللہ کی راہ میں ان کمزور مردوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو کہتے ہیں اے خدا ہمیں اس بستی سے نکال جہاں کے لوگ بڑے ظالم اور جفاکار ہیں اور ہمارے لئے خاص اپنی طرف سے ایک محافظ و مددگار مقرر فرما۔ (النساء ۷۵)

محترمی ولی خان وغیرہ سے عرض ہے کہ پشتونوں کا شیوہ ہے کہ دروازہ پر آئے ہوئے ہر مظلوم کی

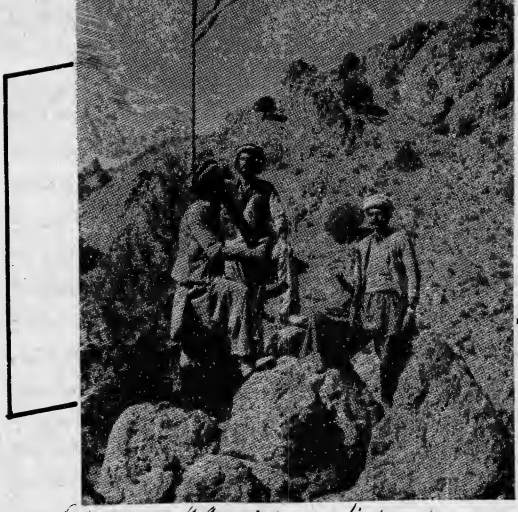

افغان کفر شکن مجاہدین افغانستان میں جگہ جگہ
کفر و الحاد کے جھنڈے اتار کر اس کی جگہ توحید کا سبز پرچم لہرا رہے ہیں۔

مدد کی جاتی ہے اگر وہ اپنا بھائی ہو تو معاملہ اور اہم ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی اس پر عمل نہ کرے تو وہ پشتون نہیں۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد لاکھوں روسی جو مشرقی یورپ اور یورکین کے رہنے والے تھے اور انہوں نے اتحادی فوجیوں کے شانہ بشانہ لڑ کر ہٹلر کو شکست دی تھی۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد روسی وزیر اعظم سٹالن نے ان لوگوں کو روس بھیجنے کا مطالبہ کیا۔ جس کے لئے وزیر اعظم چرچل اور امریکی صدر روزویلٹ تیار نہ تھے۔ لیکن سٹالن کی اس یقین دہانی کے بعد کہ وہ ان سے کسی قسم کا بُرا برتاؤ نہ کریں گے

یہ لوگ سٹالن کے حوالے کر دیئے گئے روس واپسی کے بعد ان میں سے کسی کا پھر پتہ نہیں چلا کہ ان کو زمین کھا گئی یا آسمان کہا ہی جاتا ہے کہ سٹالن نے ان لوگوں کا قتل عام کرا دیا۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ افغان مہاجرین کو ان افغان غداروں اور لیڈروں کے سپرد کر دیا جائے۔ ان کے لئے مذکورہ واقعہ کافی ہے۔ فلم کے ایکٹر بدل گئے ہیں۔ فلم بنانے والی تم اور اسٹیج وہی پرانا ہے

روس نے سنٹرل ایشیا میں مسلمانوں کو پچاس سال سے زیادہ عرصہ سے بے بس کر رکھا ہے، ہنگری۔ چیکو سلواکیہ، پولینڈ مشرقی جرمنی وغیرہ کے عوام کو غلام بنا لینے کے بعد اب افغان عوام کی باری آئی تھی۔ لیکن روس کو یہ شاید نہیں معلوم تھا کہ وہ

ایک بہادر اور مسلمان قوم سے ٹکرانے جا رہے ہیں۔ جنہوں نے تاریخ میں کسی کے سامنے سر نہیں جھکایا اور جب روس نے اپنی فوج افغان لیڈروں کی مدد کے لئے بھیجی تو افغان مجاہدین نے مجبور ہو کر ہی ہتھیار اُٹھائے ہیں۔ میں دنیا کے مسلمانوں سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ سورۃ توبہ میں کعب بن مالکؓ وغیرہ کا حال پڑھ لیں۔

دنیا کی تاریخ بتلاتی ہے۔ خدا کا قانون اٹل ہے وہ پہلے ہماری غیرت ایمانی اور جذبہ جہاد فی سبیل اللہ کا امتحان لیتا ہے۔ جنگ بدر کے مظلوم۔ بعد کے زمانے میں قادسیہ اور یرموک کے میدان سر کرتے ملیں گے۔ فرگرو کا تاج اور رومن امپائر کی عزت و ناموس ان کے قدموں میں پڑی دکھائی دے گی۔

تقریباً ۷۰ سال ہوئے خلافت کا خاتمہ ہوا آج چالیس سال ہو گئے۔ فلسطین، جبل الطارق، ہندوستان کشمیر، برما، فلپائن، انڈونیشیا۔ سب جگہ ہمیں شکست پر شکست ہو رہی ہے۔ افغان مجاہدین نے پہلی مرتبہ اپنے خون سے تاریخ کا رخ موڑا ہے۔ افغانستان میں روس کو شکست فاش ہو چکی ہے۔

ابھی میں اس خط کا خاتمہ خدائے ذوالجلال کے اس پیغام کے ساتھ کرتا ہوں جو اس نے قرآن میں ہم کو اپنے رسول کے ذریعہ بھیجا ہے۔

۱۔ جن لوگوں سے جنگ کی جا رہی ہے انہیں لڑنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ کیونکہ ان پر ظلم ہوا ہے اور اللہ ان کی مدد پر یقیناً قدرت رکھتا ہے۔ یہ لوگ وہ ہیں۔ جو اپنے گھروں سے بے قصور نکالے گئے ان کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ کہتے تھے ہمارا رب اللہ ہے۔"

۲۔ اے ایمان والوں کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے؟ وہ تجارت یہ ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرو یہ تمہارے لئے بہترین کام ہے۔ اگر تم جانو"

(الصف ۱۰-۱۱)

۳۔ کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کے آباد کرنے کو ان لوگوں کے کام کے برابر ٹھہرایا ہے۔ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے نزدیک یہ دونوں برابر نہیں ہیں۔ اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ جو لوگ ایمان لائے، جنہوں نے حق کی خاطر گھر چھوڑا اور اللہ کی راہ میں جان و مال سے لڑے ان کا درجہ اللہ کے نزدیک زیادہ بڑا ہے۔ اور وہ ہی لوگ ہیں جو حقیقت میں کامیاب ہوئے۔" (التوبہ ۲۰-۱۹)

۴۔ ان کے مقابلہ کے لئے جس قدر تمہارے امکان میں ہو سامان جنگ اور ہمیشہ تیار رہنے والے گھوڑے مہیا رکھو، اس سے تم اللہ کے دشمنوں اور ان کے سوا ان دوسرے دشمنوں کو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ انہیں جانتا ہے مرعوب و خوفزدہ کر دو گے اس کام میں جو کچھ تم فی سبیل اللہ خرچ کرو گے وہ تمہیں پورے کا پورا واپس مل جائے گا اور تم پر ہرگز ظلم نہیں کیا جائے گا۔" (انفال ۶۰)

۵۔ "اللہ عام لوگوں کو خاص لوگوں کے عمل کی سزا اس وقت تک نہیں دیتا، جب تک ان میں یہ غلط روداری پیدا نہ ہو جائے کہ بدی کو اپنے سامنے ہوتے ہوئے دیکھیں اور اس کے روکنے کی قدرت رکھتے ہوں، مگر نہ روکیں"

(حدیث شریف)

۶۔ "اے ہومنو۔ اللہ اور رسول کا حکم مانو اور جو تم میں سے ذمہ دار ہوں ان کی فرمانبرداری کرو۔ اگر تم اپنے سردار سے کسی معاملہ کو تم اس معاملہ میں خدا اور اس کے حکم کی طرف رجوع کرو اگر تم ایسا کرو گے تو ہی بہتر ہوگا اور اس کا نتیجہ اچھا ہوگا۔

(النساء۔ رکوع ۷)

۷۔ "جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے ان کے لئے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ ان کو زمین کا خلیفہ ضرور بنائیگا جیسا کہ ان سے پہلوں کو بنایا گیا تھا اور جو دین یعنی اسلام خدا نے ان کے لئے تجویز کیا ہے۔ اس کو پائیدار کر کے رہے گا۔" (النور۔ رکوع ۷)

۸۔ "اور اے رسول! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ تمہارے بھائی اور تمہاری

بیڑیاں تمہارے کہنے والے اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تجارت جس کے خراب ہونے کا تمہیں ڈر ہے اور مکان جو تمہیں پسند ہیں۔ تمہیں خدا کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر منتظر رہو کہ اللہ تعالےٰ فیصلہ صادر فرمادے اور خدا تعالےٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔" (التوبہ۔ رکوع ۳)

۹۔ "اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور لڑے اللہ کی راہ میں اور جن لوگوں نے ان کو جگہ دی ان کی مدد کی وہی ہیں سچے مسلمان ان کے لئے بخشش ہے اور روزی ہے عزت کی۔

(انفال۔ ۷۴)

۱۰۔ "سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مومن نہ ہوں گے کہ یہاں تک کہ تجھ ہی کو منصف نہ جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اٹھے پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے۔"

(النساء۔ ۶۵)

(بشکریہ جسارت)

بقیہ: اداریہ

اور غیر انسانی کردار سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کیا وہ اپنے وعدوں میں صادق ہیں؟

صرف ہم اپنے مکار، جھوٹے، عیار فریب کار اور وحشی دشمن (روسی سامراج) کو اچھی طرح سمجھتے اور جانتے ہیں۔ اور کے سیاسی کرتوتوں اور قلابازیوں سے بخوبی واقف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نہ تو پہلے اس کے دام فریب میں آئے ہیں اور نہ آئندہ اس کے یہ ہتھکنڈے کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اور انشاء اللہ افغانستان کی آزادی کے لیے ہماری کوششیں اس وقت تک جاری رہیں گی۔ جب تک ہمارے جسم میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے۔

بقیہ:۔ سانحہ قمر دین گڑھی

کے اشاروں پر اس ذلت آمیز شکست کا بدلہ لینے کے لئے اوچھے ہتھکنڈوں سے اپنی شکست فاش کا بدلہ لینے پر اُتر آئے ہیں۔ لیکن تابہ کے؟

شمالی وزیرستان اور پاڑہ چنار پر بمباری

جنیوا مذاکرات کا موجودہ دور شروع ہونے کے ایک روز بعد یعنی ۲۶ فروری کو صبح ساڑھے دس اور گیارہ بجے کے درمیان شمالی وزیرستان کے صدر مقام سے ۲۵ میل دور موضع سیدگی اور موضع غلام خان بازار پر کابل میں روسی کٹھ پتلی حکومت کے طیاروں نے اندھا دھند بمباری کی جس کے نتیجے میں ۶۰ افراد شہید اور ۲۰۰ زخمی ہوئے۔ جبکہ سینکڑوں مال مویشیوں کی ہلاکت اور لاکھوں روپے کی نجی املاک کی تباہی اس کے علاوہ ہے اسی طرح ۲۷ فروری کو پاڑہ چنار کے قریب دو مہاجر کیمپوں پر کٹھ پتلی حکومت کی طرف سے وحشیانہ بمباری سے ۵۰ افراد شہید اور سو سے زیادہ زخمی ہوئے۔

جس طرح قمر دین گڑھی کا سانحہ پشاور میں تخریب کاری کا سب سے بڑا سانحہ ہے۔ اسی طرح گذشتہ کئی سالوں سے پاڑہ چنار اور شمالی وزیرستان پر ذکر شدہ بمباری جانی اور مالی نقصانات کے لحاظ سے تادم تحریر دونوں علاقوں کے سب سے بڑے سانحے ہیں

اس بمباری سے اپنی عادت کے مطابق کابل کی کٹھ پتلی حکومت نے حسب سابقہ ایسے وقت میں سول آبادی کو نشانہ بنایا۔ جو اپنی مجرمانہ کارروائیوں کے تسلسل میں دوسری باتوں کے علاوہ جنیوا مذاکرات کو نقصان پہنچانے کا باعث بن سکتی ہیں۔ یہ حملے جنیوا مذاکرات کا موجودہ دور شروع ہونے سے ایک دن بعد کئے گئے یہ حملے اس امر کی واضح علامت ہے۔ کہ کابل کی کیمونسٹ حکومت میدان جنگ اور میدان سیاست دونوں میں افغان مجاہدین کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہے اور شکست کے عالم میں ایک دیوانے کا کردار ادا کر رہی ہے۔ لیکن افغان مجاہدین افغانستان نے بھی تہیہ کر رکھا ہے کہ جب تک خود باطل اور اس کے ایجنٹوں کو کاٹ کر نہ رکھ دیں۔ آرام سے نہیں بیٹھیں گے مجاہدین کے کیمپوں پر اس قسم کے بزدلانہ حملے افغان مجاہدین کے حوصلوں کو پست نہیں کر سکتے۔ بلکہ بقول علامہ اقبالؒ

؎ اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
جتنا کہ دبا دوگے اُتنا ہی اُبھرے گا

"جب تک افغانستان پر خلق و پرچم کمیونسٹ پارٹیوں کا تسلط برقرار اور قائم رہے گا۔ اس وقت تک دشمن کے دسائس پاکستان کے خلاف جاری رہیں گے۔"

برہان الدین ربانی

تحریر: میرزا خیل

افغانستان سے روسی فوجوں کے مکمل انخلا اور کابل کی کٹھ پتلی حکومت کے خاتمے پر افغانستان کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے

افغانستان اپنی آزادی کی طویل ترین جنگ جس پامردی اور بہادری سے لڑ رہا ہے۔ اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یہ جنگ جو بلا جواز روسی مداخلت کی وجہ سے لڑی جا رہی ہے۔ کل کی طرح آج بھی پوری شدت سے جاری ہے۔ روس کی جانب سے افغانوں پر مسلط کی ہوئی یہ جنگ افغانستان کی آزادی اور خود مختاری کو درپیش خطرہ کے علاوہ اس پورے علاقے کی آزادی اور خود مختاری کے لئے بھی ایک ایسا خطرہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ افغانستان پر روسی افواج کے قبضے کے نتیجے میں لاکھوں افغانوں کی شہادت اور ملک کی ایک تہائی آبادی کا دو ہمسایہ ممالک میں ہجرت کرنے پر مجبوری ایک ایسی حقیقت ہے۔ جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

روسی افواج کی جارحیت جس نے افغان مجاہدین کی غیرت کو للکارا ہے اور اُن کے جذبۂ ایمانی اور ننگِ حریت کو جس بُری طرح سے مجروح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے نتیجے میں افغان مجاہدین نے اللہ کا نام لے کر گذشتہ آٹھ سالوں سے دُنیائے امن کے ایک بدترین دشمن کے خلاف نہایت ثابت قدمی سے برسرِ پیکار ہیں حق و باطل کے درمیان اس جنگ کے نتیجے میں دنیا کے تمام امن پسند ممالک نے بین الاقوامی قانون کے اس جرم کے خلاف پہلے ہی روز سے افغانوں کی حمایت کا اعلان کیا۔ جس سے افغانستان پر روسی افواج کے حملے کے نتیجے میں افغان مجاہدین کے بروقت اور صحیح اقدام کی تصدیق ہوتی ہے۔ افغانوں کی صحیح موقف کی تائید کے علاوہ بھی دُنیا بھر کے امن پسندوں نے افغانستان سے روسی عساکر کی واپسی کا بھی بیک زبان ہو کر مطالبہ کیا۔ اور اپنے اس مطالبے کے ساتھ ساتھ اقوام متحدہ میں بھاری اکثریت سے افغانستان کی آزاد حیثیت کی بحالی اور افغانوں کو اپنی مرضی سے ایک آزاد اور غیر جانب دار حکومت کے قیام کی ضرورت پر بھی زور دیا۔

پھر دورِ حاضر کے اس سنگین مسئلہ کو حل کرنے کے ضمن میں اسلامی کانفرنس کی خصوصی کمیٹی اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے بھی جو کوششیں کیں، کابل میں اشتراکی حکومت نے ان تمام کوششوں کو ناکام بنانے میں جس منفی کردار کا مظاہرہ کیا وہ نہ صرف قیام امن کے خلاف ہے بلکہ باعثِ شرم بھی ہے۔ اس کے بعد مسئلہ افغانستان پر یورپی اقتصادی برادری کی جانب سے ایک بین الاقوامی کانفرنس کے بُلانے کی تجویز کو بھی خود ماسکو کی حکومت نے جس ڈھٹائی سے سبوتاژ کیا، روس کی سیاسی تلا بازی اور شعبدہ بازی کے ایک رُخ سے آئینہ دار ہے ان تمام حقائق سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ۱۹۸۱ء تک روسی افغانستان کو ایک تر نوالہ سمجھ کر اپنے ارادوں کی تکمیل کے ضمن میں شیخ چلی کا خواب دیکھ رہا تھا۔

لیکن اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوٹ والڈھائم کے نمائندے مسٹر ڈیکو کارڈوویز نے مسئلہ افغانستان کے حل کے سلسلے میں جب اپریل ۱۹۸۱ء میں افغانستان اور پاکستان کا دورہ کیا۔ تو مسئلے کے حل کی ایک موہوم سی اُمید پیدا ہو گئی۔ مسٹر کارڈوویز نے چار نکاتی فارمولے کے حل کی کوششوں میں کئی بار کابل، اسلام آباد اور تہران کے دورے کئے۔ مسٹر کارڈوویز کی اِن انتھک کوششوں کے نتیجے میں اب فارمولے کے چار نکات میں صرف ایک نکتہ یعنی کم سے کم مدت میں تمام غیر ملکی افواج کی واپسی کا حل باقی ہے۔

درحقیقت افغانستان سے غیر ملکی حملآور افواج کی جلد واپسی ہی ایک ایسی شرط ہے جو باقی تین شرائط کی بنیاد ہے۔ اور جب تک ایک مناسب وقت میں فوجوں کی فوری انخلا کی شرط کا کوئی حل نہ نکلے۔ باقی تمام شرائط خود بخود بے اثر ثابت ہونگی۔ جس کا نتیجہ یہی ہوگا کہ افغانستان کے مجاہدین اُس وقت تک ہتھیار نہیں رکھیں گے۔ جب تک ایک بھی روسی سپاہی افغانستان میں موجود ہو۔ اور

افغان مجاہدین اس وقت تک دم نہیں لیں گے جب تک روسی کٹھ پتلی حکومت کی جگہ وہ اپنی مرضی کی حکومت نہ بنا لیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مجاہدین افغانستان کے انتھک مسلسل جہاد، عزم اور منزل کی جانب کامیابی سے رواں دواں دیکھ کر کابل کی برائے نام حکومت نے اُن کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے انہیں صلح کی پیش کش کی اور حکومت میں شمولیت کی دعوت بھی دی۔ چنانچہ مجاہدین نے اس آشتی اور پیش کش کو ایک فراڈ سمجھ کر پائے حقارت سے ٹھکرا دیا ہے کیونکہ ان کی منزل روسی افواج کو ملک سے باہر نکالنا۔ افغانستان میں اشتراکی حکومت کا خاتمہ اور اس کی جگہ ایک آزاد، خود مختار اور اسلامی حکومت کا قیام ہے۔

افغانستان میں موجودہ برائے نام حکومت کی عملاً مجاہدین کے ہاتھوں شکست اور ڈاکٹر نجیب کی طرف سے مجاہدین کو صلح وغیرہ کی پیش کش کے بارے میں مجاہدین کے مؤقف کی تائید میں عالمی رائے کتنی حمایت رکھتی ہے آیئے اس کا بھی کچھ ذکر ہو جائے۔

۱۵ر جنوری ۱۹۸۷ء کو نجیب حکومت کی جانب سے یکطرفہ جنگ بندی کے اعلان کے موضوع پر غیر ملکی اخبارات اور جرائد نے جو اداریے اور خصوصی رپورٹیں شائع کی ہیں۔ ان میں سے اکثر نے یکطرفہ جنگ بندی کے اعلان کو ایک فریب اور ڈھونگ قرار دیا ہے اخبارات لکھتے ہیں۔ کہ اس ڈھونگ کا مقصد روسی جارحیت کے خلاف افغان مجاہدین کو کسی نہ کسی طرح ہتھیار رکھنے پر آمادہ کرنا ہے۔ جس کے مضمرات میں کابل کی موجودہ حکومت کو طول دے کر اپنے مقاصد کو تکمیل تک پہنچانے ہیں۔

چنانچہ ہانگ کانگ کا ہفت روزہ "ایشیا ویک" لکھتا ہے۔ کہ اگرچہ کابل کی روسی کٹھ پتلی حکومت کے سربراہ نے ۱۵ر جنوری سے یکطرفہ طور پر جنگ بندی کا اعلان کر کے کہا ہے کہ تاریخ مذکورہ کے بعد چھ ماہ تک ان کے سپاہی صرف اس وقت گولی چلائیں گے۔ جب انہیں پہلے نشانہ بنایا جائے لیکن افغان مجاہدین نے اس اعلان کو لغو اور بے معنی سمجھ کر مسترد کر دیا ہے۔ جریدہ آگے چل کر لکھتا ہے۔ کہ جنگ بندی کے اعلان کا مقصد سوویٹ یونین کا جنگ سے گلوخلاصی ہے۔ مجاہدین کا کہنا ہے کہ وہ صرف اس شرط پر رضامند ہوں گے کہ سوویٹ یونین افغانستان سے اپنی ایک لاکھ پندرہ ہزار فوج کی واپسی کے ٹائم ٹیبل پر اُن سے براہِ راست بات چیت کرے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوویٹ یونین پیچھے ہٹ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ روسی

(باقی ص ۳۱ پر)

جمعیت اسلامی افغانستان کا وفد جو برہان الدین ربانی صاحب کے ساتھ تشریف لے گئے تھے ایران میں افغان مہاجرین سے موجودہ سیاسی مسائل کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔

تحریر: مولوی زاھدی احمد زئی

ہم اور ہمارا علم

انسان جتنا بھی علم حاصل کرے پھر بھی وہ کچھ نہیں جانتا۔ جیسا کہ دنیا کا مشہور سائنس دان "آئنسٹائن" ایک مرتبہ اپنی لائبریری کی پہلی منزل کی ایک چھوٹی سی الماری کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگا "نامعلوم چیزوں کے مقابلے میں میری معلومات کی بالکل وہی حیثیت ہے۔ جو اس بڑی لائبریری کے مقابلے میں اس الماری کی ہے۔"

لیکن آئنسٹائن نے پھر بھی اس تاثر میں انصاف سے کام نہیں لیا اگر اس نے انصاف سے کام لیا ہوتا۔ تو وہ یہ اعتراف ضرور کرتا۔ کہ اس کی معلومات کی حیثیت اس سے بھی بہت کم ہیں۔ کیونکہ ہم کسی بھی چیز کے بارے میں یہ جانتے ہی نہیں کہ وہ ہے کیا؟

ہم ایک ایسے عالم میں رہتے ہیں۔ جو حقائق اور قوتوں کا خزانہ ہے۔ لیکن ہم کچھ نہیں جانتے کہ یہ خزانہ ہے کیا؟

یہ اس دنیا کا حال ہے۔ جس میں ہم رہتے ہیں اور یہاں کی ہر چیز ہم اپنے ہاتھوں سے چھوتے ہیں اور جس میں ہم اپنے سارے کام کرتے ہیں۔ پھر اُن دوسری دُنیاؤں کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے۔ جو ہم سے بہت دور ہیں؟

ہم کہتے ہیں کہ یہ دنیا ایٹموں سے بنی ہوتی ہے اور ایٹم الیکٹرون کے مجموعے سے بنتا ہے یا الیکٹرون "ELECTRON" پروٹون "PROTON" اور نیوٹرون "NEUTRON" سے بنی ہے۔ مگر ایٹم کے سلسلے میں تقریباً ہر چار سال پہ ہماری رائے بدلتی جاتی ہے۔ ہم ایٹم سے ایٹم بم تیار کرتے ہیں اور اس پہ فخر کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں جانتے کہ ایٹم کیا چیز ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے؟

ہم کہتے ہیں کہ قانونِ کشش کی وجہ سے چیزیں اوپر سے نیچے آ جاتی ہیں اور چراغ کے شعلے بجلی کا کرشمہ ہوتے ہیں۔ ہم بجلی کو مسخر کر کے اس سے گرمی، ٹھنڈک اور حرکت پیدا کرتے ہیں اور اس سے لہریں پیدا کر کے انہیں اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔

لیکن بجلی ہے کیا؟ اس کی حقیقت کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے ہم بس اتنا جانتے ہیں کہ وہ کیسے استعمال کی جا سکتی ہے۔

خود زندگی کی حقیقت ہم اب تک نہ جان سکے۔ اگرچہ وہ ہمارے اندر کی چیز ہے۔ ہمارے ارد گرد جتنی چیزیں ہیں ہم ان میں سے کسی کی بھی حقیقت نہیں جانتے۔ بس ان کی کچھ صفات جانتے ہیں دوسرے لفظوں میں ہم یہ تو جانتے ہیں کہ کوئی چیز کیسی ہے؟ مگر یہ نہیں جانتے کہ وہ کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟

محبت کیا ہے؟ خوبصورتی کیا ہے؟ بدصورتی کیا ہے؟ آزادی کیا ہے؟ جتنی بھی معنوی چیزیں ہیں وہ کیا ہیں؟

یہ جتنی بھی چیزیں ہیں۔ ان کی حقیقت کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے، عقل کے بس میں جو کچھ بھی ہیں وہ بس یہ ہیں کہ ان کی صفات جان جائیں۔ دین کیا ہے؟ بے دینی کیا ہے؟ ڈر کیا ہے؟ امید کیا ہے؟ بہادری کیا ہے؟ نیکی کیا ہے؟ بدی کیا ہے؟ صفات کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

ہم یہ تو جانتے ہیں کہ دو اور دو مل کر چار ہوتے ہیں ان کے اجزاء اور ان سے بننے والے اعداد کو بھی ہم جانتے ہیں ہمیں بقیہ چیزیں تو ہم صرف ان کی صفات جانتے ہیں۔ خود انہیں نہیں جانتے بس یوں سمجھ لیجئے کہ ہمیں ایک ایسی عقل ملی ہے۔ جس کا یہ مزاج ہی نہیں کہ وہ حقائق کے بارے میں کچھ جان سکے۔

انسان۔ بشرطیکہ وہ بیدار مغز ہو۔ بس یہ سمجھ سکتا ہے کہ وہ زندگی میں کیا روش یا کیا طرزِ عمل اختیار کرے۔ تاکہ اشیاء کے مزاجوں اور ان کی حقیقتوں سے ہم آہنگ ہو جائے۔ نظریہ عملیت (PRAGMATISM)

کے ماننے والوں کی یہ بات صحیح اور قرینِ انصاف ہے۔ کہ عقل حقیقت کو دریافت کرنے کی قدرت نہیں رکھتی۔ وہ زیادہ سے زیادہ کچھ غایتوں تک پہنچنے کے لئے کچھ وسائل دریافت کر سکتی ہے۔

جو لوگ علوم پر ریسرچ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہوں نے ان کے اصول و قوانین وضع کر لئے ہیں۔ جیسے قوانین کشش، قوانین طبیعت، قوانین کیمیا۔ لیکن وہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ یہ حقائق کی شرحیں ہیں۔ وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ان کے کچھ اوصاف کی شرحیں ہیں۔ اوصاف میں بھی ان کے باطنی اوصاف کی نہیں بلکہ صرف ظاہری اوصاف کی شرحیں ہیں۔

آپ کہتے ہیں کہ فلاں مجھ سے محبت کرتا ہے اور فلاں نفرت کرتا ہے۔ لیکن محبت اور نفرت کی حقیقت کیا ہے؟ یہ آپ نہیں جانتے۔

فن کی دریافت علم کی دریافت کے مقابلے میں زیادہ آسان ہوتی ہے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ فن کی دریافت حقیقت کی دریافت کے مقابلے میں زیادہ آسان ہوتی ہے۔ کیونکہ فن کا تعلق عمل سے ہے اور علم کا تعلق فہم سے اور فہم حقائق کے مقابلے میں عمل پر زیادہ قدرت رکھتا ہے اس لئے زندگی آسان ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق فن سے ہے۔ لیکن حقائق کی دریافت مشکل ہے۔ اس لئے کہ اس کا تعلق علم سے ہے۔

آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر صحیح اندازہ سے آپ بیل گاڑی تیار کریں گے تو وہ ٹکرائے گی نہیں؟ اور نہ اس کے پہیے نکلیں گے۔ آپ امکان کی حد تک حوادث سے بھی بچ سکتے ہیں اور کسی کام میں اگر صحیح طرز اختیار کریں۔ تو اس میں کامیابی کی بھی امید رکھ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ان سب کا تعلق فن سے ہے، علم سے نہیں۔

حتیٰ کہ آپ اس میں بھی غلطی سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ کبھی ایسی صورت بھی پیش آ جاتی ہے۔ جو تصور میں بھی نہیں ہوتی۔ کبھی ٹرین پٹڑی سے اتر جاتی ہے کبھی سامنے بھینس آ جاتی ہے اور اس سے وہ ٹکرا جاتی ہے۔ کبھی آپ کی موٹر ایک ایسی چیز سے ٹکرا جاتی ہے جو آپ کے خیال و گمان میں بھی نہیں ہوتا ہے۔ پھر نامعلوم حقیقتوں کے بارے میں آپ کیا جان سکتے ہیں؟

اگر صورت حال یہی ہے تو پھر کیونکر توقع کی جا سکتی ہے کہ عقل، روح شعور اور اس نوع کی دوسری چیزوں کی حقیقتوں کو ہم دریافت کر لیں گے؟ ان چیزوں کے بارے میں جو کچھ بھی ہم کہتے ہیں وہ بس خالی خولی الفاظ اور سطحی قسم کے دعوے ہوتے ہیں۔ جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ زیادہ تر لوگوں کی زندگیوں میں ان کے اپنے رجحانات و معتقدات کی کارفرمائی ہوتی ہے، علم کی کوئی تجلّی نہیں ہوتی، خرافات و اوہام کا غلبہ ہوتا ہے، عقل کا کوئی جلوہ نہیں ہوتا تو اب ایسے حالات میں اگر عقل اپنے گرد و پیش کا ادراک نہیں کر سکتی تو اس سے اور آگے کے چل کر کیا توقع کی جا سکتی ہے؟

اس بحث سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ جب ہم اپنے ارد گرد کے اشیاء کی حقیقتوں سے واقف نہیں ہیں تو عقلِ انسانی اللہ تعالیٰ کے وجود سے کیوں منکر ہو سکتی ہے؟ یا عقل انسانی اللہ تعالیٰ کی جستجو میں کیوں سر کھپاتی ہے؟

یہ تو بالکل ایسا ہی ہے کہ ہم اپنی زمین سے بے خبر ہوں اور مریخ کی تلاش میں سرگرم اور سرگرداں ہوں۔ سامنے کی چیزوں سے ناآشنا ہوں اور اوپر کے عجائب کے لئے بے چین ہوں۔

یہ صحیح ہے کہ انسانیت آج علم و سائنس کے میدان میں بہت آگے نکل چکی ہے۔ آج وہ ہر چیز پر کمندیں پھینک رہی ہے اور اسے انسان کی خدمت اور عیش و آرام کے لئے مسخر کر رہی ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ انسان جوں جوں مادّی بلندیوں سے قریب ہو رہا ہے۔ اخلاقی قدروں سے دور ہوتا جا رہا ہے اور اس کی کیفیت بڑھتی ہی جاتی ہے۔ وہ مادّی ترقی کی جتنی ہی سیڑھیاں طے کرے گا۔ اخلاقی لحاظ سے اتنی ہی سیڑھیاں وہ نیچے گرتا چلا جائے گا وہ سرکشی کرے گا۔ کشت و خون کرے گا اور زمین میں فساد، بربریت پھیلائے گا۔

بیسیوں فلاسفر اور سائنس دان مادہ اور ماورا مادہ کے سلسلے میں مدت ہائے دراز سے اظہار خیال کرتے چلے آ رہے ہیں اور وہ جو سرمایہ ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ وہ صحیح و سقیم اور رطب و یابس کا مرکب ہے اور جب محققین نے اس پر ریسرچ کی تو کم چیزیں صحیح ثابت ہوئیں اور زیادہ غلط نکلیں۔

بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ ماورا مادّہ یا مابعد الطبیعیات کے سلسلے میں جتنے بھی اقوال ہیں۔ خواہ وہ قدماء کے ہوں یا متاخرین کے، ان کے اندر صحت کا عنصر بہت کم ہے کیونکہ وحی الٰہی سے وہ ہم آہنگ نہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ بالکل ہی متضاد

اور مضحکہ خیز باتوں سے پُر ہیں۔ جیسا کہ اخوان الصفا، کا مولفین فرماتے ہیں "جتنے بھی انبیاء گزرے ہیں ان کے درمیان گرچہ بڑے فاصلے رہے ہیں۔ زمانے مختلف رہے ہیں۔ زبانیں مختلف رہی ہیں شریعتیں اور طریقے مختلف رہے ہیں۔ لیکن قوموں کے سامنے انہوں نے جو دعوتیں پیش کی ہیں وہ یکساں رہی ہیں۔ ان کی روح، ان کا ذہن اور ان کا نصب العین، سب ایک رہا ہے"۔

مگر فلاسفہ کا حال اس سے مختلف ہے۔ ان کے ہاں کسی چیز میں بھی اتفاق نہیں ان کے طریقے مختلف، مذاہب مختلف رائیں مختلف، تمام اقوال مختلف، وہ اپنے پیروؤں کو ایسی حیرانی میں ڈال دیتے ہیں۔ کہ اس سے نجات پانا مشکل ہوتا ہے۔

پھر کوئی عاقل فلاسفہ کی باتوں کو کیونکر ترجیح دے سکتا ہے۔ جب کہ وہ باہم اس قدر مختلف ہیں۔ اس قدر متضاد ہیں گویا وہ ایک دوسرے کو جھٹلا رہے ہوں اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ انبیاؑ کی کتابوں کو نظر انداز کر دے۔ ان پر سنجیدگی سے غور نہ کرے۔ جب کہ وہ سب یکساں اور ایک دوسرے سے پوری طرح ہم آہنگ ہیں۔

اکثر فلاسفہ جو حقائق تک نہ پہنچ سکے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ وحی الٰہی اور صحف سماوی سے بے گانہ رہے۔ وہ ان کے مطالعہ کے روادار نہ ہوئے اور خود ان کے ذہن کی وہاں تک رسائی نہ ہو سکی۔ یہ تو روحانی علوم میں ان کا حال رہا ہے۔

رہے مادی فلسفے۔ تو بعد کے ادوار میں جب کہ سائنس براہ راست تجربات کرنے شروع کر دیئے اور نہایت باریک بینی سے ہر چیز کے تجزیے ہونے لگے۔ یہ قدیم فلسفے اپنا سارا بھرم کھو بیٹھے۔ ان کے اکثر دعوے بے بنیاد ثابت ہوئے۔

حقیقت یہ ہے کہ مفکرین کے بیشتر مذاہب، فلاسفہ کے بیشتر رجحانات اور ادبا کے بیشتر خیالات اپنے پیچھے یقین راسخ کی کوئی قابل احترام بنیاد نہیں رکھتے ان سب کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے کوئی شاعر آوارہ خیالات کی مختلف وادیوں میں بہک رہا ہو یا یوں کہہ لو کہ وہ کچھ لوگوں کے باطنی احساسات یا زندگی کے مختلف نظریات ہیں۔ جو اس حیثیت سے تو تسلیم نہیں کئے جا سکتے ہیں کہ وہ کچھ افراد کے شخصی رجحانات ہیں لیکن وہ عام عقائد کی حیثیت سے کبھی تسلیم نہیں کئے جا سکتے

غرض یہ کہ انسان کا عقلی علوم سائنس اور فلسفہ دونوں انسان کو معلوم حقائق سے جو اسلام نے ثابت کیا ہے نامعلوم حقائق کی طرف لے جاتے ہیں۔

لہٰذا انسان کو مجبوراً یہ اعتراف کرنا چاہئے کہ وہ کچھ نہیں جانتا اور اس کا ساری معلومات ذات الٰہی کی علم کے بہ نسبت علم کے سمندر سے ایک قطرہ ہے۔ اور اس کا علمی یہ جھوٹ علمی گھمنڈ ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے اور وحی الٰہی مانے کے بغیر اس کی نجات متصور نہیں ہو سکتا۔

لیبیا:۔ ذلت شرمندگی...

افغانستان کی اس اجتہادی فتح و نصرت کے بعد اب انشاءاللہ کوئی طاقت بھی مستقبل میں حریت پسندوں کے اس تنگ و ناموس اور غیرت و حمیت کے عناصر سے بنی ہوئی مٹی پر سامراجیت فطرت مجاہدین کی موجودگی میں للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے کی جرأت بھی نہیں کریگی۔

لہٰذا ہم اپنے حال اور مستقبل کے دشمن پر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہم امن پسند ہیں دنیا میں امن چاہتے ہیں۔ خود بھی امن میں رہنا چاہتے ہیں اور دوسروں کو بھی امن میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہماری تلوار صرف ہماری آزادی کے غاصبوں کے خلاف اس وقت اٹھتی ہے۔ جب وہ ہمیں للکاریں۔ ہماری تلوار اسلام کی سربلندی، ہماری آزادی، آبرو اور دنیا میں امن و امان کی برقراری کے لئے ہی نیام سے نکلتی ہے۔ اور پھر دشمنانِ آزادی سے اپنی پیاس بجھاتی ہوئی اس وقت تک مصروف عمل رہتی ہے۔ جب تک اُن کے سروں کو اُن کے دھڑوں سے کاٹ کر نہ رکھ دیں۔

یادِ افغان

عاشقِ دیگر ہوں میں وادیٔ افغان کا
کیوں نہ ہوں حب الوطن حصہ ہے ایمان کا

خطۂ افغان دنیا میں نہیں تیری نظیر
جلوہ گر ہے تجھ میں نقشہ سورۂ رحمٰن کا

واصف مطری بھی حیران ہے تیری توصیف میں
کیونکہ ہے گِلہ الفاظ کے فقدان کا

یوں تو دنیا میں بہت سے دلربا دیکھے مگر
تیری الفت نے بھلایا عیش ہر جانان کا

گرچہ میں تجھ میں نہیں لیکن تو مجھ میں ہے ضرور
کر رہا ہوں ذکر تیری ایک ایک احسان کا

سوزشِ فرقت سے تیری زندگی بے کیف ہے
دل میں چبھتا ہے صدا نیزہ تیرے ہجران کا

دِل تو لگتا ہی نہیں گلشن میں بھی تیرے بغیر
ایک تو ہے صبر و راحت میرے دل اور جان کا

تو نے اپنی گود میں کس پیار سے پالا مجھے
اسرا تھا مجھ کو ہر دکھ میں تیرے دامان کا

کابل و تخار مجھ کو یاد آتے ہیں سدا
بھول سکتا ہی نہیں نظارۂ پروان کا

یاد میں افغان کابل کا نہ پوچھو حال کچھ
ہو کے میں آزاد سہتا ہوں الم زندان کا

قدر کی تیری نہیں میرے بڑوں نے اے وطن
درحقیقت تو بڑا انعام تھا یزدان کا

وہ سمجھتے تھے تجھے گویا کرائے کا مکان
ورنہ تو بنتا نہ گھر شیطان کے اخوان کا

یا الٰہی ہم کو بھی افغان میں دے اقتدار
تاکہ ہم دستور نافذ کر سکیں قرآن کا

گرچہ ہم بدکار ہیں پر نام لیوا ہیں تیرے
شکوہ ہم کس سے کریں تیرے سوا جبران کا

ہو کبھی دیدار افغان یہ اسد کو بھی نصیب
کاش کھل جائے یہ غنچہ گلشنِ ارمان کا

تحریر: اسداللہ جامعہ حنفیہ کراچی

مجاہدینِ افغانستان کے نام

نیاز سواتی

قرار سے تم نہ رہنے دینا وطن میں اپنے ستمگروں کو
ستمگروں سے وطن کی ناموس کو بچاؤ
کسی کی جانب اٹھا کے یہ آنکھ پھر نہ دیکھیں
تم ان کو ایسا سبق سکھاؤ۔
شبِ ستم گو، طویل تر ہے کبھی تو ہوگی یہ ختم آخر
سیاہیاں تا بکے مسلط رہیں گے تم پر
نہ بجھنے دینا چراغ اپنی شجاعتوں کے
ملاؤ تم خاک میں عزائم تمام بے رحم غاصبوں کے
شعائرِ دین کو بچانا ہے تم نے باطل کی یورشوں سے
جہاد کرنا ہے راہِ حق میں خدا کی عظمت کے منکروں سے
متاعِ دیں کے لئے تم اپنی متاعِ جاں بھی نثار کر دو
بچاؤ ناموسِ دینِ حق کو عدو کی ناپاک سازشوں سے
اگرچہ تم سے بہت بڑا ہے عدو تمہارا
تمہارا کوئی نہیں ہے حامی، تمہارا کوئی نہیں سہارا
یہ حق و باطل کا معرکہ ہے۔ شکست باطل کو ہوگی آخر
خدا تمہاری مدد کرے گا، خدا تمہاری مدد کرے گا۔
یہ بیوہ گاں کے لہو کے آنسو۔ یتیم بچوں کی سرد آہیں
مجاہدوں کو جو دے رہا ہے عدو سزائیں
یہ خاک و خوں میں تڑپتے لاشے
یہ خونِ ناحق جو بہہ رہا ہے
کبھی تو لائے رنگ آخر
جو اپنے دین و وطن کی خاطر صعوبتیں تم اُٹھا رہے ہو
یہ چاک سارے رفو کریں گی
یہی تمہیں سرخرو کریں گی۔
عدو کو بے آبرو کریں گی۔
نگاہیں سارے جہاں کی تم پر لگی ہوئی ہیں
تمہی نے کرنا ہے پھر سے زندہ
شجاعتوں کی روایتوں کو
ہمارے اسلاف نے رقم کیں لہو سے جو اُن حکایتوں کو
عروسِ آزادیٔ وطن کو ستمگروں سے چھڑا کے دم لو
نقوشِ افغان کی زمین سے عدو کے سارے مٹا کے دم لو۔

اصلی دشمن کون؟

ے اے اہل شہر ہوشیار!

ے دشمن کی سازش سے خبردار!

گذشتہ کئی ماہ سے صوبہ سرحد میں عوام کے جان و مال سے دشمن کے ایجنٹ آگ اور خون کی ہولی کھیل رہے ہیں، مسلمانوں اور غیرتمند پٹھانوں کے یہ دشمن دراصل روس کے ایجنٹ اور بخیب کے تنخواہ دار ہیں۔ معصوم بچوں کو بم کے دھماکوں کا شکار بنانے والے یہ لوگ اس سرزمین کے غدار ہیں، روس جو یہ چاہتا ہے کہ افغانستان کے بعد اب پاکستان پر بھی قبضہ کرلے اور یہاں بھی اسی طرح ظلم وستم کا بازار گرم کرے جس طرح اس نے کابل میں کیا ہے۔ ہماری مسجدوں سے بلند ہوتی ہوئی اذانیں، ہمارے پرامن شہر اور ہمارے سادہ دل مسلمان، روس کی آنکھوں میں اس لئے کانٹا بنکر کھٹکتے ہیں کہ انہوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کو کیوں پناہ دی ہے۔ روس اور اس کے حواری یہ چاہتے ہیں کہ یہاں موجود مہاجرین اور پاکستانیوں کے درمیان نفرت کی دیواریں کھڑی کردی جائیں اور اس صوبے کا عبداللہ بن ابی ان کا ایجنٹ بن کر یہاں کے عوام کو مہاجرین کے خلاف بھڑکا رہا ہے۔

اپنے اصل دشمن کو پہچانو اور آستین کے سانپ کا سر کچل دو

جماعتِ اسلامی پشاور

ترجمہ ۔ موسیٰ خان جلالزئی

قسط

سوویٹ ملٹری جاسوسی تنظیم

اس کے بعد کیا ہوا۔ وہی خونچکاں کہانی جو تاریخ اکثر دہراتی رہتی ہے تنکہ کو فوج کی اہمیت کا پتہ چل گیا۔ اور وہ آپس میں سازباز کو گئے۔ یہاں تک کہ ملٹری کے سرپھرے افسران کو گرفتار کرکے گولی سے اڑا دیا گیا۔ ملٹری کی اس تطہیر کا اثر اصولی طور پر ملٹری انٹیلی جنس پر بھی پڑا۔ تنکہ نے چن چن کر ملٹری انٹیلی جنس کے افسران کو گرفتار کرلیا۔ جس پر ملٹری انٹیلی جنس نے اعتراض کیا اور الزام لگایا کہ محکمہ تنکہ قانون کو اپنے ہاتھ میں لے رہا ہے اس وقت سے وہ ان کے سخت ترین دشمن بن گئے۔ لینن اپنے تئیں بہت خوش ہو رہا تھا۔ اور خود کو بڑا ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگا۔ اس کے بعد سے ملٹری انٹیلی جنس فوج کا جزو لازم قرار دیدیا گیا۔ لیکن اس کا چیف فوج اور محکمہ دونوں کا دشمن تھا۔ ایک اور قانون بھی زبانی کلامی لاگو تھا۔ وہ یہ کہ "گرو" (G.R.U) کا چیف ہمیشہ تنکہ کی خفیہ پولیس سے لیا جائے گا۔ جسے تاریخ میں کئی ناموں سے جانا جاتا ہے وہ یہ ہیں۔ (مفصل کام تنکہ۔ جی پی یو۔ او جی پی یو۔ این کے وی ڈی۔ این کے جی بی۔ ایم جی بی۔ ایم وی ڈی اور کے جی بی اور غیر سرکاری سطح پر آرگن) اس قانون کی بھی کئی مرتبہ قانون شکنی ہو چکی ہے۔ مگر پارٹی اس قانون شکنی کو فوراً ہی درست کرلیتی۔

جاسوسی ایجنٹ بنانے کا یا خریدنے یا حاصل کرنے کا کام جو گرو (G.R.U) کے سپرد تھا بڑی سرعت سے پھیلتا چلا گیا۔ جس کی کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں۔

۱۔ کیونکہ انقلاب کے بعد روس کے اندر اور اس کے وسطی صوبوں میں چار ملین سے زیادہ جرمنی، آسٹریلوی۔ ہنگری کے لوگ، پولینڈ، چیکوسلواکیہ۔ کوریا۔ بلغاریہ اور مغربی ممالک کے دوسرے بہت سے لوگ آباد تھے۔ ان میں سے زیادہ تر جنگی قیدی تھے جن میں سے تقریباً 300000 لوگوں نے رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات سرخ فوج کے سپرد کردیں۔ اور وہ فوج میں بھرتی ہو گئے۔ کیونکہ ایسے لوگوں کو فوج کی نئے سرے سے تربیت دینے کی چنداں ضرورت نہ تھی اور ان میں سے اکثریت کی تعداد لوگ متعصب کمیونسٹوں کے درغلانے میں آچکے ہیں۔ ملٹری انٹیلی جنس ان کو اپنے ہی ملک میں گرو ایجنٹ (G R U Agent) کی حیثیت سے کام کرنے کے فرائض سونپ دیتی۔ اور یہ کام بظاہر ان کے لئے بہت آسان تھا۔

۲۔ انقلاب ماسکو کے بعد سے ماسکو کمیونسٹوں کا مرکز بن گیا۔ کمنٹرن کی بنیاد پڑتے ہی کمیونسٹ لوگ۔ بیرون ملک سے ماسکو کی طرف جوق در جوق امڈ آئے۔ کیونکہ کمیونسٹوں نے سبز باغ دکھا کر لوگوں میں کیپٹلزم کے خاتمے کا اعلان کیا اور اپنے اس اعلان کی آڑ میں تنکہ اور گرو کے محکموں کو ترقی کرنے کا کافی موقع میسر آیا۔ چنانچہ ان لوگوں سے جاسوسی کے کام لینے شروع کئے ہیں۔ جس سے ان کی خفیہ سرگرمیاں بہت عروج پر پہنچ گئیں۔ چنانچہ اسی جذبہ کے تحت بہت سے کمیونسٹ لوگ دور دراز غیر ممالک میں کمیونزم پھیلانے کی غرض سے بھیل گئے جن کی نگرانی سوویت انٹیلی جنس کا ادارہ کرتا تھا ان میں سے کچھ لوگ جن کو تاریخ میں آج بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ان میں جرمنی کے کمیونسٹ رچرڈ سورج اور کارل رام فن لیڈنگ کاوتوکسن ہنگری کا سینڈر راڈو بہت مشہور ہیں۔ مگر اکثر گمنام لوگ ہزاروں کی تعداد میں گنے جاسکتے ہیں۔ جنہوں نے سوویت یونین کی خواہش پوری کرنے میں جاسوسی میں بڑی کاوش سے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

۳۔ انقلاب کے بعد پوری دنیا میں روسی انجینئر لاکھوں کی تعداد میں پیدا ہوئے، سوویت یونین کی انٹیلی جنس کا کوئی بھی افسر زبانزدانی (غیر ملکی زبانوں میں مہارت کی) بنا پر ایک ملک سے دوسرے ملک میں بڑی آزادی سے آجا سکتا اور بغیر کوئی شبہ ظاہر کرنے کے گھوم پھر سکتا تھا۔

خارجی حالات بھی اس طرح کمیونسٹوں کے لئے کافی سود مند ثابت ہوئے پہلی جنگ عظیم کے بعد سے دنیا نے بڑی سرعت کے ساتھ اپنا رخ کمیونزم کی طرف کرلیا۔ کیونکہ کمیونسٹ پارٹیاں بڑی متحد اور مضبوط تھیں۔ جس کے نتیجہ میں جرمنی اور ہنگری میں کمیونسٹ انقلاب برپا ہوگئے۔ اس آگ کی تپش یورپین فرانس اور چین تک بھی پھیل گئی۔ چنانچہ سپین

انٹیلی جنس نے موقع سے فائدہ اٹھا کر حالات میں مزید تحریک پیدا کردی۔ پہلی جنگ عظیم اپنے پیچھے بالشویسی کے آثار چھوڑ گئی تھی چنانچہ ایسے لوگ جو اپنی امیدیں کھو بیٹھے اور ہمت ہار بیٹھے تھے وہ جلد ہی کمیونزم کے فریب جال کا شکار ہو گئے۔ اسی لئے انہیں اپنی خدمات سوویٹ فوج کے سپرد کرنے میں نہ تو کوئی دشواری پیش آئی اور نہ ہی کوئی عار محسوس ہوئی۔ اور یہی لوگ کمیونزم کے دور دراز ملکوں میں پھیلانے میں بڑے مددگار ثابت ہوئے یہ لوگ بڑی لگن اور محنت سے کام کرنے لگے۔ کیونکہ کمیونزم نے ان کو نہ صرف بہتے پانی کے سیلاب کی گہرائیوں سے باہر نکالا بلکہ فضاؤں میں اونچا اڑنے کے مواقع فراہم کئے۔ نیز ہر قسم کی سہولت فراہم کی

گرو کی نصابی کتب میں اخذ شدہ چند ایک ہدایات درج کی جاتی ہیں۔ جو ایسے جاسوسی ایجنٹوں کے لئے بڑی مددگار ثابت ہوئیں۔ یعنی اگر تم کو ایک اچھا قابل قدر اور ہر قسم کی سہولت والا ایجنٹ درکار ہو۔ تو ریڈیو آپریٹر یا محفوظ ٹرانسمیشن والا گھر درکار ہے۔ کوئی لمبا دھڑنگا، خوبصورت آدمی تلاش کرو جس نے جنگ کے دوران اپنی ٹانگ ضائع کردی ہو

اگر کہیں کوئی کچھ کھویا ہے تو دوسری طرف سے روس نے اس سے بہتر اپنے پاس جمع کر رکھا ہوتا ہے۔ تاکہ کھوئی ہوئی چیز کا غم نہ کرنا پڑے۔ انقلاب کے بعد سے لاکھوں ہزاروں لوگوں کو قتل کرنے کے بعد روس نے سونے کے پہاڑ جمع کرلئے جس سے روس کی خزانے کو بڑی تقویت ملی اور اس کی معاشی حالت بہتر حد تک سدھر گئی اس کے علاوہ روس نے اپنے پورے ملک میں ان تمام کلیساؤں پر زبردستی قبضہ جما کر وہاں کی تمام دولت اکٹھا کرلی جو زمانہ قدیم سے اپنی دولت کی وجہ سے دنیا میں بہت مشہور تھے۔ کیتھڈرل کے گنبد جن کی چھتیں سونے سے بنی ہوئی تھیں سب کی سب لوٹ لی گئیں۔ کلیساؤں کو لوٹتے ہوئے کمیونسٹ یہ کہتے کہ یہ سب کچھ دنیا میں انقلاب لانے کے لئے کیا جا رہا تھا حالانکہ وہ جو کچھ بھی کر رہے تھے اپنے خفیہ جاسوسی کے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے کر رہے تھے اور یہ کوئی نیک کام نہ تھا۔

اوائل میں فیلڈ افسران بعض اوقات اپنی تجربہ کاری کی بنا پر بڑی بڑی غلطیاں بھی کرتے رہتے، مثال کے طور پر، وہ اگر کسی ایسے انسان کو محض ٹائی باندھے دیکھ کر روس کا بھگوڑا اور مشکوک فرض کر لیتے جو لیتھونو، لطیفہ اور استونیہ کا رہنے والا ہو۔ کیونکہ یہ ریاستیں اس وقت تک خود مختار تھیں اور وہاں کے لوگ نیک ٹائی باندھتے تھے اور ان میں اکثر ڈاکٹر اور انجنیئر ہوتے تھے۔ چنانچہ ان چھوٹے صرف تین ملکوں میں ۱۹۲۰ء میں تقریباً ۴۰ سے زائد ایسے مشکوک لوگ پکڑے گئے۔ جو بعد میں "گرو" کے ایجنٹ ثابت ہوئے۔ ان ناکامیوں سے "گرو" کو کوئی پریشانی نہ ہوتی تاہم انہوں نے تجربہ میں تابکاری کے پیش نظر خوبی کو تعداد کی مثال سمجھ کر اپنی تنظیم کے کارکنوں کی حوصلہ افزائی کی یہ بھی ایک چالبازی تھی۔ کیونکہ وہ ایک ایجنٹ کو جو ۱۰۰ پیسے کے عوض اپنی قابلیت سے بڑھ کر کام کر تا وہ اسے ان پڑھ سمجھ کر کافی سمجھ لیتے اور ان جاسوسی ایجنٹوں کے متعلق کسی کو کوئی اعتراض نہ تھا۔ جو پکڑے گئے تھے۔ انہیں اگر چڑیا کے گھونسلے سے نکلنے کا ہمت ہوتی ہے دنیا میں اڑنے دیا جائے۔ سوویت یونین اپنے ان بھیجے ہوئے روسی ایجنٹوں کو کبھی بھی سوویت ایجنٹ تسلیم نہیں کرتی تھی۔ بلکہ وہ تو کمیونزم کا پرچار اور اس کے پھیلانے میں مددگار تھے۔

یہ سرد جنگ بڑے پیمانے پر پھیلائی گئی جو بڑی کامیاب ثابت ہوئی۔ ہزاروں کی تعداد میں بیرونی ممالک میں بھیجے گئے ایجنٹوں میں سے کئی ایک نے مثبت نتائج فراہم کئے بیرون ممالک کمیونسٹوں کی فراہم کی گئی امداد نے بھی کافی اثرات دکھانے شروع کئے اور آہستہ آہستہ "گرو" کے کام کی نوعیت اور اہمیت بڑھنے اور پھلنے پھولنے لگی ان میں سے اولین قابل قدر اور قابل ذکر کامیابی ڈاکومینٹیشن کے شعبے کا افتتاح تھا۔ جس کا مقصد "گرو" کے کام کو تجارتی سطح پر بھی چلایا جا سکے یعنی ایسی کمپنیاں یا فیکٹریاں اندرون یا بیرون ملک چلائی جائیں جو بیرون ملک جاسوسی نظام کے قطع کا کام دیں گی۔ چیکب مراکوسکی کو جس کا ایک بھائی سنٹرل کمیٹی کا ممبر تھا۔ جرمنی بھیجا گیا۔ جہاں اس نے پہلے تو ایک دکان بنائی اور بعد ازاں ایک فیکٹری بنائی۔ اس کے بعد فرانس میں بھی اس نے جعلی ناموں سے کئی ایک فیکٹریاں خریدیں جس کے بعد یکے بعد دیگرے برطانیہ کینیڈا، ریاستہائے متحدہ امریکہ اور چین میں بھی بہت سی فیکٹریاں خریدیں ان فیکٹریوں میں زر کثیر صرف کیا گیا۔ جس کا بعد میں بہت منافع ہوا بلکہ دوہرا منافع جو زرمبادلہ کی صورت میں لاکھوں پاؤنڈ تک بنتا تھا اور ان کے بنیادی مقصد جاسوسی تحریک میں بھی بہت کچھ حاصل کر لیا۔ کیونکہ ان فیکٹریوں

سے جو کچھ منافع ملتا وہ سب کا سب "گرو" جو سویت یونین کا جاسوسی کا بیرون ملک جال پھیلا ہوا تھا اس کے کارکنوں کے اخراجات یعنی ایجنٹ خریدنے پر خرچ ہونے لگا۔ اسی لئے اس منافع کی رقم کو صاف روپیہ یا "Clean Money" یعنی ایسی رقم جو محض جاسوسی نظام کے اخراجات پورے کرنے کے لئے وقف تھی۔ اس کے علاوہ یہ رقم جو مراکوسکی کی فیکٹریوں سے وصول ہوتی وہ نئے تربیت یافتہ افسران کو ان کے جاتے متعین ممالک میں ان کی تقرریوں کو قانونی بنانے پر جو اخراجات آتے ان پر خرچ کی جاتی ان کے ایک ملک سے دوسرے ملک کی طرف سفر کے اخراجات پورے کرنے میں بڑی سہولت میسر آتی۔ وہ ایک ملک میں جا کر ملازمت بھی حاصل کر لیتے کیونکہ وہاں ان کی اپنی فیکٹری میں ان کو کام مل جاتا، جس سے ان کو ہر قسم کا سرٹیفکیٹ، شہریت اور دیگر سہولیات حاصل کرنے میں آسانی ہو جاتی۔ جو بعد میں دوسرے ملک میں جانے کے لئے پاسپورٹ دینا جیسی سہولیات حاصل کرنے میں مددگار ثابت ہوتیں اس لحاظ سے مراکوسکی کی فیکٹریاں بہت فائدہ مند ثابت ہوئیں۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا جب تک کہ ان کا ایجنٹ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل نہ ہو جاتا، اس جاسوسی نظام کا سیکورٹی نظام اس قدر مضبوط تھا کہ کسی کو دوسرے کی موجودگی کا شبہ تک نہ ہوتا۔ حتیٰ کہ مراکوسکی خود بھی دنیا کے کئی ایک ممالک میں نئی فیکٹریاں اور تجارتی ادارے خریدنے کے لئے اور منفعت بخش لائسنس خریدنے کو اپنے لوگوں کو وہاں مقرر کرنے کے لئے سفر کر چکا تھا۔ جس کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکی۔

"تنکہ" کے کارکنوں کے ساتھ بھی تعلقات بڑھائے جانے لگے ادھر پارٹی "گرو" اور ریاست کے اس اہم جزو کے درمیان دشمنی کی آگ کے شعلے بلند کرنے کی کوششوں میں مصروف تھی، جس میں کہ لینن کو بڑی حد تک کامیابی حاصل بھی ہوئی جیسا کہ اس کے پیشرو کرتے چلے آئے ہیں۔

۱۹۲۰ء کے موسم بہار میں دوسری مرتبہ ایک بار پھر تصادم ہو گیا۔ لینن اور ٹراٹسکی دونوں خود کو دنیا کا بہترین مدبر تصور کرتے تھے۔ اور خود کو علمی کارکن بھی۔ بین الاقوامی تعلقات اور عالمی کے معاملات کے متعلقہ گہرے علم کا دعوےٰ کرنے لگے۔ لیکن در حقیقت دونوں ہی جاسوسی کے بھاری اخراجات سے "نابلد" تھے۔ وہ تو چاہتے تھے کہ انٹیلی جنس کا تمام ریکارڈ ان کے سامنے بغیر کسی قیمت کے سبز چارے کی طرح ڈالدیا جائے جیسے شکاری کتے کے سامنے گوشت تاکہ وہ خود تجزیہ کر کے مارکسی نظریہ کے تحت نتائج اخذ کر سکیں۔ لیکن مارکسزم اپنے طور پر بڑی وضاحت سے بے کم و کاست دوسری جنگِ عظیم کی پیش گوئی کر چکی تھی اور بتا چکی تھی کہ یورپ میں یہ آخری انسان جس کے بعد ایک سنہری دور کا باب کھلے گا۔ لیکن جنگ عظیم کو ختم ہوئے دو سال گزر چکے تھے مگر ابھی تک دنیا کا وہ انقلاب تک نمودار نہ ہو سکا۔ انٹیلی جنس نے بھی تصدیق کر دی کہ مستقبل قریب میں کسی انقلاب کی امید نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ ان حالات میں لینن اور ٹراٹسکی پر لازم ہو گیا کہ یا تو وہ مارکسزم کے نظریے کو جھوٹا کہہ کر ترک کر دیں اور یا پھر کوئی انقلاب برپا کرنے کے اقدام کریں تاکہ ان کا دعویٰ سچا ثابت ہو سکے اسی لئے انہوں نے یورپ میں انقلاب برپا کرنے کا فیصلہ کیا۔ جو سب سے پہلے پولینڈ سے شروع ہوا۔ اس سلسلے میں انٹیلی جنس کے اندازوں اور فیصلوں کو نظر انداز کیا گیا جس کے نتیجے میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔ اپنی شرمندگی کم کرنے کے لئے دونوں فریقوں (لینن اور ٹراٹسکی) نے بے گناہ لوگوں کو شکار بنا کر قربانی کے بکرے بنانے لگے۔ اور اس شکست کی ذمہ داری کا سارا بوجھ "گرو" کے سر تھوپ دیا، حالانکہ "گرو" کے کسی کارکن حتیٰ کہ سویت یونین کے سیاسی حلقوں اور پارٹی کے ممبران تک کو بھی اس شکست کے متعلق کچھ علم نہ تھا اور نہ ہی ان کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جا سکتا تھا۔ بالآخر تمام آنکھیں "تنکہ" کی طرف لگ گئیں جو کہ سویت یونین کے عوام میں پہلے سے نفرت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے بالآخر لینن کے اعلان کے ساتھ ہی ساری ذمہ داری

تعہد

تا لشکر روس ہست در میہن ما — موقوف جہاد ماست جان و تن ما
سازش نکنیم با عدو ہیچ چنین — چوں ہست ظفر زیستن و مردن ما

جلال فرہیختہ

ان پر ڈال دی گئی۔ ڈریسنکی نے کریملن میں ایک سکنڈل کھڑا کیا۔ جس میں پولٹ بیورو کے ممبران سے وضاحتیں طلب کر لی گئیں۔ چنانچہ محکمہ "تنکا" کو خاموش کرنے کی غرض سے لینن نے اپنی کہانی کا رخ موڑ ڈالا تنکا کو گرد کی تطہیر کی اجازت دیدی۔ چنانچہ پہلی خونی تطہیر ۲۰ نومبر ۱۹۲۰ء کو واقع ہوئی۔ لینن کا حکم ملنا تھا کہ ایک طوفان بپا ہو گیا۔ انٹیلی جنس کے ان تمام افسران کو جو حالات کا صحیح اندازہ نہ کر سکے تھے۔ گولی سے اڑا دیا گیا۔

اس وقت "گرد" کے کارناموں کو نظر انداز اور اس کی کارکردگی کو دوراز شمار رکھا جاتا تھا۔ اور اُسے کوئی اہمیت حاصل نہ تھی۔ لیکن آپ پارٹی کے کچھ ممبران کو خبر ہو چکی تھی۔ لیکن اس وقت تک باہرین کو اس بات کا اندازہ لگانے میں بہت بڑی غلطی لگی کہ گرد جیسی کوئی تنظیم بھی قائم ہو چکی ہے تاہم "گرد" ۱۹۲۰ء کی تطہیر کے بعد جلد پھیل گئی۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے اسے زیادہ وقت نہ لگا۔ اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ گرد کے بیرونی ممالک میں متعین کارکنوں کو چھوا تک نہ گیا تھا۔ نہ لینن اور نہ ہی ٹراٹسکی کا کوئی ارادہ تھا۔ کہ وہ اس شکست کے ذمہ دار تھے۔ بلکہ اس لئے کہ ان کے قتل سے متعلق کسی کو خبر نہ ہو گی۔ ان کی موت کا اثر نہ تو پارٹی کے کسی ممبر پر پڑتا اور نہ ان کی موت سے دہشت پھیلانے میں مدد مل سکتی تھی۔

گرد کے دوبارہ زندہ ہونے اور جلد پھلنے پھولنے کی دوسری بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ ان کے انٹیلی جنس کام کو لڑی اضلاع میں چھوا تک نہ گیا تھا۔ (باقی آئندہ)

بقیہ:۔ مکمل اخلال...

کی خبر رسان ایجنسی تاس نے گذشتہ آٹھ سالوں کے دوران پہلی بار یہ اعلان کیا ہے کہ جنیوا کی آئندہ بات چیت میں جو اسلام آباد اور کابل کے درمیان بلواسطہ طور پر ہونے والے ہیں۔ اس میں روسی افواج کی افغانستان سے واپسی کا موضوع زیر بحث آئیگا۔

لیکن دوسری جانب افغانستان میں مجاہدین کا دباؤ بڑھتا جا رہا ہے۔ کیونکہ مجاہدین میں بعض جدید ہتھیاروں سے لیس ہیں۔ جو روس کے لئے پریشانی کا باعث بنتے جا رہے ہیں۔ امریکی ذرائع کے حوالے سے "ریشیا ویک" لکھتا ہے۔ کہ گذشتہ دسمبر سے مجاہدین روزانہ روس کا ایک طیارہ تباہ کر رہے ہیں۔ جس سے روسی حکومت بوکھلا گئی ہے

ایک امریکی روزنامہ "واشنگٹن پوسٹ" لکھتا ہے۔ کہ کابل حکومت کا یہ اعلان مغربی دُنیا کی توجہ اس سیاسی راہ کی طرف دلانے کی ایک کوشش ہے۔ جو روسی حکومت کی خاموشی کے پس پردہ افغانستان میں تیار کرتا رہا ہے۔ اس سے قبل ماسکو "قومی مصالحت" کے نام پر مجاہدین راہنماؤں میں نفاق ڈالنے اور انہیں کسی نہ کسی طریقے پر جہاد سے باز رکھنے کی ناکام کوشش میں اپنی ناکامی سے دوچار ہوا ہے۔ لیکن اب روسیوں کو ایشیائی عوام پر قابو اُس کے بس کی بات نہیں اور قازقستان کے واقعات روس کے ان مشکلات کی منہ بولتی تصویر ہے

لندن سے شائع ہونے والا ہفت روزہ جریدہ "اکانومسٹ" رقمطراز ہے کہ ڈاکٹر نجیب جنگ بندی کی پیش کش سے اپنی مرضی کے وہ نتائج حاصل نہ کر سکا۔ جن کی اُسے اُمید تھی۔ تاہم اُسے قومی حکومت کے قیام کے امکان کا کسی حد تک اندازہ ضرور ہو جائے گا۔

افغانستان پر روسی جارحیت اور افغانوں کے بے دریغ قتل عام کو دیکھ کر بعض روسی لبرل بچے ہر عام فلیں بجا بجا کر یہ کہتے نہیں تھکتے تھے۔ کہ روسی تاریخ اس حقیقت کی شاہد ہے کہ روسی فوجیں جہاں بھی گئی ہیں۔ واپس نہیں ہوئیں۔ لہٰذا وہ اس خوش فہمی میں مبتلا تھے۔ کہ اب وہ افغانستان پر مستقل طور پر قبضہ جما کر آگے بڑھتا رہے گا۔ لیکن یہ عاقبت نا اندیش افغانستان کو بھی چیکوسلواکیہ اور بلغاریہ سمجھ بیٹھے تھے۔ کاش وہ روسی تاریخ کے ساتھ افغانستان کی تاریخ سے بھی واقف ہوتے اور اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرتے کہ اگر روسی افواج اپنی یلغار کے بعد آج تک نہیں پلٹے ہیں۔ تو افغانستان کی تاریخ بھی اس حقیقت کی گواہی دیتی ہے کہ یہاں جو بھی حملہ آور آیا ہے۔ افغانوں نے ان کی نیندیں حرام کی ہیں۔ اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے جب تک انہیں ایک ایک کر کے باہر نہ نکال دیا ہو۔ افغانستان کی تاریخ آج ایک بار پھر اپنے آپ کو دہرانے کے لئے ایک سپر پاور کے خلاف برسرِ جہاد ہے۔ اور انشاءاللہ اپنی اس روایت اور حقیقت کو برقرار رکھے گا۔ کہ افغانستان ناقابلِ تسخیر ہے۔ اور روس کو افغانستان کے سابقہ حملہ آوروں کی طرح سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنا ہوگا۔ اور مجاہدین کو اپنی مرضی کی اسلامی اور خود مختار حکومت کا قیام عمل میں لانا ہوگا۔

بے رحم ستمگر روسی جنایتکار اور ان کے حلقہ بگوش خلقی و پرچمی کو جان لینا چاہیئے کہ وہ دن آنے والا ہے کہ وہ اپنے اعمالوں کی سزا ضرور پائیں گے

برہان الدین ربانی امیر جمعیت اسلامی افغانستان

میں نے خدا کو دیکھا

ارسال کنندہ
سید رحیم "صابر"

میں نے خداوند تعالیٰ کو دیکھا۔ ہاں بالکل دیکھا۔ بے شک دیکھا۔ لیکن ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھا ہے۔ کیونکہ یہ میری محدود آنکھیں غیر محدود خدا کو دیکھنے کی اہلیت اور طاقت ہی نہیں رکھتی یہ عارضی اور فانی آنکھیں خدا کو دیکھنا تو ایک طرف رہا، ایک معمولی دیوار کی دوسری طرف بھی نہیں دیکھ سکتی ہیں۔ سورج کی روشنی کے بغیر محض بے کار یہ انسانی آنکھ دوپہر کے وقت آفتاب کی تیز روشنی اور تیز بجلی کی روشنی میں بے بس، یہ میری محدود آنکھ خالق کائنات جس کی ذات انسانی فہم و ادراک سے وارالورا ہے، کو نہیں دیکھ سکتی۔ اور جس چیز کو ضعیف انسانی آنکھ دیکھ سکتی ہے اور جن انوارات کا یہ مشاہدہ کر سکتی ہے۔ جن تجلیات کو یہ محسوس کر سکتی ہے۔ وہ سب کی سب خدا نہیں بلکہ خدا کی مخلوق ہیں، خدا کی ذات انسانی فہم و ادراک سے وارالورا اور لیبدا بعید ہے ہاں میں نے تو خداوند تعالیٰ کو دیکھا۔ ضرور دیکھا، لیکن ظاہری آنکھوں سے نہیں۔ غور و فکر اور استدلال کی آنکھ سے۔ سر کی آنکھ سے نہیں دل کی آنکھ سے۔ جسم کی آنکھ سے نہیں قلب کی آنکھ سے۔

روزانہ استعمال کی عام اشیاء

سائیکل جس پر میں روزانہ سوار ہو کر چلتا ہوں۔ گھڑی جس پر وقت دیکھتا ہوں جو تا جسے میں پہنتا ہوں۔ قلم جس سے لکھتا ہوں اور سینکڑوں دیگر اشیاء جن کو میں روزمرہ استعمال کرتا ہوں۔ ان میں سے ہر چیز کے متعلق میں حتمی اور یقینی طور پر جانتا ہوں کہ اگرچہ میں نے ان اشیاء میں سے کسی بھی چیز کے بنانے والے کو نہیں دیکھا تاہم مجھے ناقابل تردید اور محکم یقین ہے کہ ہر چیز کسی بنانے والے نے بنائی ہے۔ یہ حادثاتی یا اتفاقی پیداوار نہیں ہے، موٹر ہو یا ہوائی جہاز، سلائی مشین ہو یا خراد کی مشین، غرضیکہ ہر مشین کے ہر پرزہ میں ان کی ہر چیز بلکہ ہر چھوٹے سے چھوٹے پرزوں میں ایک خاص مقصدیت اور افادیت نظر آتی ہے۔ ان تمام پرزوں کی ساخت ان کا آپس میں ربط و نظم مجھے پکار پکار کر کہتا ہے کہ مشین خود بخود نہیں بنتی ہے۔ بلکہ کسی بنانے والے نے بنایا ہے۔

دعوت فکر

کسی بھی چیز پر غور کیجئے۔ یہ ہاتھ میں رسالہ ہے یا اخبار ہے کوئی پاگل اور مجنوں بھی یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ جنگلات مختلف ارتقائی ادوار سے گزر کر خود بخود کاغذ بن گئے۔ پھر کاغذ آندھیوں، بارشوں زلزلوں سے خود بخود مناسب تقطیع میں کٹ گیا اور مدت مزید گزرنے کے بعد اس پر حروف کے نقوش خود بخود ابھر آئے اور کسی نامعلوم ذریعے سے اس پر تمام دنیا کی تازہ خبریں چھپ گئیں اور پھر یہ اخبار آندھی کے ذریعہ اڑ کر دور دراز خاصلہ طے کر کے کہیں سے کہیں پہنچ گیا۔

حیرت کا مقام ہے کہ ہم سب کے سب بلا استثناء یہ تو یقین رکھتے ہیں کہ ایک معمولی اخبار کے تیار کرنے کے لئے ایک ذہنی منصوبہ سوچ سمجھ، شعور اور انسانی جدوجہد درکار ہے اور ایک معمولی سی مشین کے بنانے کے لئے کسی باشعور اور فہیم کاریگر کی ضرورت ہوتی ہے لیکن انسانی جسم کی حیرت انگیز مشین۔ عجیب و غریب نظام دوران خون، عمل انہضام، اعصابی نظام اور بے شمار دیگر پرزوں پر مشتمل ہے۔ اس کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ دنیا بھر کی مشینوں سے یہ نرالی اور پیچیدہ مشین جو انسانی جسم ہے کسی خالق کے بغیر خود بخود مختلف ارتقائی ادوار سے گزرتی ہوئی جامد بے حس اور بے شعور گونگے بہرے مادے سے شروع ہو کر آخر میں انسان کی شکل اختیار کر گئی۔

انسانی دماغ

انسانی دماغ کی مشینری کے بے شمار کام ہیں۔ دماغ ہی ہے جو اعضاء کو حرکت میں لاتا ہے۔ ان کو ضبط میں رکھتا ہے استدلال غور و فکر فیصلہ شعور حس اور دیگر بے شمار اسی کی صلاحیتیں ہیں۔ قوت حافظہ اسکا کمپیوٹر

ہے، جس چیز کو ایک دفعہ دیکھ لیتا ہے، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نہاں خانہ میں محفوظ رکھ لیتا ہے۔ دماغ کے محافظ خانے میں لکھ کھا شکلیں اور خاکے محفوظ ہیں۔ ہمارا دماغ کسی واقف شخص کی آمد پر ایک سیکنڈ کے لاکھویں حصہ میں دماغ کے تہہ خانے میں محفوظ شکلوں سے موازنہ کر کے پلک جھپکنے میں ہمیں بتاتا ہے کہ یہ فلاں شخص ہے اور ناواقف شخص کے متعلق فوراً ہمیں بتاتا ہے کہ اس کا فوٹو اس کے نہاں خانے میں موجود نہیں ہے۔ نووارد اور اجنبی ہے اور اسے زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھا ہے۔

آوازوں کے متعلق بھی اس کا طریق کار یہی ہے۔ انسانی دماغ مشکل سے مشکل مسائل کی عقدہ کشائی کرتا ہے۔ تمام نئی ایجادات انسانی دماغ کی مرہونِ منت ہیں آخر یہ دماغ کیا چیز ہے؟ اس گوشت کے لوتھڑے میں یہ صلاحیتیں کہاں سے آگئیں؟ کیا ہاموش اور باذکر انسان ان صلاحیتوں اور قابلیتوں کی مادی تشریح کر سکتا ہے؟ اور یہ کہہ سکتا ہے کہ اندھے، بہرے، گونگے، بے شعور بے جان اور بے حس مادہ نے ترقی کر کے خود بخود انسانی دماغ کی شکل اختیار کر لی ہے؟

انسانی آنکھ

انسانی آنکھ کو دیکھئے اس کا عدسہ اس کے پردہ شبکیہ جب کسی صورت کا عکس ڈالتا ہے۔ تو اس عمل کے ساتھ ہی آنکھ کے خود کا اعصاب عدسہ کے تطابق سے فوکس پیدا کر لیتے ہیں۔ چشم انسانی کا شبکی پردہ نو تہوں سے مرتب ہے ان میں سب سے اندرونی تہہ کوئی تین کروڑ چھڑیوں اور تیس لاکھ مخروطوں پر مشتمل ہے۔ ہماری آنکھ کا خودکار عدسہ اپنی دہارت اور کثافت میں مسلسل تبدیلی پیدا کرتا رہتا ہے تاکہ اس تک پہنچنے والی تمام شعاعیں خود بخود ماسکہ پر مرکوز ہوتی رہیں۔ انسان اس قسم کا عدسہ آج تک ایجاد نہیں کر سکا۔

سوال یہ ہے کہ کیا وہ حیرت ناک مطابقتی جو چشم انسانی کو اعلیٰ درجہ کی بصارت عطا کرتی اور یعنی عدسوں اور لاکھوں کروڑوں مخروطوں، چھڑیوں اور کنوں کو ایک کامل ترتیب میں منظم کرتی ہیں۔ کیا محض اتفاق سے ایک ہی وقت میں یکجا ہو گئیں؟ کیا ہر عنصر تمام دوسرے عناصر کی ضروریات اور لوازم سے پہلے ہی آگاہ ہو کر اپنے آپ کو ان کے مطابق کر لینے پر قادر ہو چکا تھا۔

انسانی کان

انسانی کان کا ایک حصہ تقریباً چار ہزار ایسی باریک اور پیچیدہ خرابوں پر مشتمل ہے جو قدر اور شکل کے لحاظ سے ایک تدریجی سلسلہ بناتی ہیں۔ اور یہ ایک دوسرے سے ایسی مطابقت رکھتی ہیں کہ ہر آواز پوری صحت کے ساتھ وصول ہوتی ہے۔ اور فوراً دماغ تک پہنچتی ہے اور اذاع کیا ہے۔ یہ خصائص کس طرح لہریں پیدا کرتی ہے۔ یہ لہریں کان میں کس طرح وصول ہوتی ہیں۔ ان لہروں کا مدوجزر جو بادلوں کی کڑک توپ کے گولے کی آواز، درختوں کے سائیں، سائیں اور پرندوں کی مختلف آوازیں جو علیحدہ علیحدہ طرز سے سنی جاتی ہیں کس طرح کان میں وصول ہو کر فوراً دماغ میں پہنچتی ہیں۔ اور علیحدہ علیحدہ شناخت اور تمیز سے پہچانی جاتی ہیں۔ کیا دنیا کی کوئی مشین انسانی کان کا کسی درجہ میں مقابلہ کر سکتی ہے؟

معدہ

انسانی معدہ دنیا کا سب سے بڑا معمل ہے۔ ہم اس معمل میں ہر قسم کی خوراک بلا سوچے سمجھے ٹھونستے رہتے ہیں اور اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دیتے ہیں کہ ہمارا نظام انہضام خود بخود اس سے نمٹ لے گا۔ یہ غذا ہمارے عمل انہضام میں ریزہ ریزہ ہو کر از سرِ نو تیار ہوتی ہے ہمارے جسم کے اربوں خلیات میں سے ہر خلیہ کو مسلسل پہنچائی جاتی ہے۔ اس عظیم الشان تقسیم و ترسیل کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ خلیہ اس وسیع و عریض دسترخوان میں سے صرف اس چیز کا انتخاب کرتا ہے جو اس کے انفرادی ضرورت کے مطابق ہو۔

مثلاً ناخن بڑھانے والے خلیات سادی خوراک میں سے صرف وہی عناصر چنیں گے جو ناخنوں کی تعمیر میں صرف ہوتے ہیں یہی صورت ہڈی، کھال، بال، دانت وغیرہ دیگر اعضاء کے بارے میں بھی صادق آتی ہے۔ ہمارے جسم کے یہ خود کار بے مثال معمل بہ یک وقت اتنی مختلف النوع اور کثیر اشیاء تیار کرتا ہے۔ جو دنیا کے کسی دیگر معمل میں ممکن نہیں اور اس معمل کے ساتھ رسل رسائل کا ایک لاجواب نظام مربوط ہے کہ صحت عمل ترتیب قواعد کی پابندی اور تیز رفتاری کے اعتبار سے انسان کا بنایا ہوا کوئی نظام ترسیل اس کی افادیت تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ یہاں صرف ایک عرض کرتا ہوں کہ کیا دنیا میں کوئی انسانی نظام ایسا موجود ہے جو اتفاقاً یا حادثہ کی پیداوار ہے اور اس میں انسانی ذہن کا دخل نہ ہو؟ اگر جواب نفی میں ہے۔ اور یقیناً جواب نفی میں ہوگا۔ تو ہم کس منطق کی رو سے یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہمارا لاجواب نظام انہضام کسی خالق کے بغیر خود بخود معرضِ وجود میں آگیا

قلب انسانی اور خواب

یہ عام مشاہدہ کی بات ہے کہ بعض اوقات انسان پر مستقبل کے واقعات خواب میں یا الہاماً یا کشفاً منکشف ہو جاتے ہیں قلب انسانی پر غیب سے واقعاتِ آئندہ کا پرتو پڑتا ہے

اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا قادر مطلق اور احکم الحاکمین ہو اور واقعات مستقبل کا اثر ان پر منکشف کرنا ہی ایسے واقعات کی تشریح اور توجیہہ کر سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص نعوذ باللہ خدا وند تعالیٰ کو نہیں مانتا اور صرف گونگے اور بہرے بے شعور مادے کو ہی حقیقت سمجھتا ہے۔ تو وہ ایسے واقعات آئندہ کے انکشاف کی وجہ بیان کرتے ہوئے آئیں بائیں شائیں کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہے۔ دہریہ لوگ روح اور خدا اور آخرت اور ابدی اقدار حیات مثلاً سچائی۔ انصاف، پاکیزگی، عصمت، عفت کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے لئے ملک کا قانون ہی مشعل راہ ہے۔ اگر ملک کا قانون ان کو بدکاری شراب جوا کی اجازت دیتا ہے اگر ملک کا قانون اس کو یہ سکھاتا ہے کہ گورا انسان کالے سے پیدائشی طور پر فوقیت رکھتا ہے تو وہ ان سب باتوں کو جائز اور درست سمجھتا ہوا ان پر عمل کرتا ہے۔ ایک دفعہ میں نے ایک دہریہ عقیدہ رکھنے والے سے جو تعلیم یافتہ بھی تھا۔ سوال کیا۔ کہ تم سگی بہن سے شادی کیوں کرتے ہو؟ وہ کہنے لگا اس میں کیا ہرج ہے۔ جو پسند آئے خواہ وہ بہن ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ پرائی لڑکی سے شادی کرنے کے مقابلے میں اپنی بہن ہزار درجہ بہتر ہے۔ بشرطیکہ موافقت ہو جائے صرف بہن ہی نہیں بلکہ ماں ہو یا بیٹی ہو سب کے ساتھ یہ شرط رضا مندی شادی کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔

درحقیقت دہریت اور لامذہبیت انسان کو انسانیت سے خارج کر کے حیوانوں کی صف میں لا کھڑا کرتی ہے۔ حیوان کی زندگی کا مقصد صرف حیوانی جبلتوں کی تسکین ہے اور دہریت کی زندگی کا مقصد بھی کھانا پینا شادی کرنا اور دیگر حیوانی میلانات کی تسکین کرنا ہے۔ دہریت ان تمام اعلیٰ اقدار حیات کی نفی کرتی ہے۔ جن کے لئے جلیل القدر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ نے بڑی بڑی قربانیاں اور اذیتیں برداشت کیں اور بے انتہا تکلیفیں برداشت کیں۔

نیند

مسلسل محنت کرنے کے بعد انسان تھک کر چور ہو جاتا ہے اس کا جسم آرام مانگتا ہے۔ جسم کو از سر نو تروتازہ کرنے کے لئے نیند انسانی جسم کا اندرونی مطالبہ ہے۔ انسانی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے رات پیدا کی گئی۔ انسان کی طبعی ضرورت نیند اور اس ضرورت کی تسکین کے لئے کائناتی نظام میں رات کا پیدا کیا جانا۔ صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ دونوں کی پیدا کرنے والا ایک ہے اور وہ قادر مطلق ہے دنیا میں پہلی زندگی کیسے پیدا ہوئی؟ بے جان بے شعور مادہ گونگا اور بہرا مادہ کس طرح یک لخت زندہ ہو گیا۔

تمام سائنس دان اس پر متفق ہیں کہ نہ ہی ماحول خواہ وہ کیسا ہی موافق ہو اور نہ ہی کیمیائی اور طبعی کیفیتوں کا اتفاقی امتزاج اس قابل ہے کہ بے جان بے شعور مادہ سے زندگی کی تخلیق کر سکے۔ مخلوقات عالم میں سے سادہ ترین زندہ مخلوق امیبا جو صرف ایک ہی خلیے پر مشتمل ہے کی ترکیب پر نگاہ کیجئے جو نیویارک شہر سے بھی زیادہ پیچیدہ ہے کروڑوں منظم جوہری ذرات سے مرتب شدہ یہ خوردبینی مخلوق قدو قامت میں ایک انچ کے ستوہیں حصہ کو بھی نہیں پہنچتی اسے بھوک بھی لگتی ہے یہ اپنی غذا بھی تلاش کرتی ہے اور اپنی بقا کے لئے ہر ممکن کوشش بھی کرتی ہے۔

کرۂ ارض پر انسانی زندگی برقرار رکھنے کیلئے حیرت انگیز انتظامات

آپ نے اپنی جسم کی حیرت انگیز مشینری پر غور کر لیا۔ آیئے اب ذرا گردوپیش پر نظر ڈالیں اور ان عجیب و غریب انتظامات پر غور کریں جو انسانی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے کئے گئے ہیں۔

محوری جھکاؤ

ہماری زمین ایک گولے کی شکل میں خلا میں معلق ہے۔ یہ گولہ ۶۶ درجے کے زاویہ پر ایک طرف کا جھکا ہوا ہے اگر یہ جھکاؤ نہ ہوتا۔ تو کرہ ارض پر زندگی ناممکن ہوتی کیونکہ اگر یہ جھکاؤ نہ ہوتا تو کرۂ ارض بجائے ترچھا ہونے کے عموداً ہوتا۔ جس کے نتیجے میں زمین کے دونوں قطبوں پر ایک دوامی شفق چھائی رہتی۔ آبی بخارات سمندروں سے اڑ اڑ کر شمال اور جنوب کی طرف بڑھتے اور برف کے بر اعظم بناتے جاتے اور نتیجہ یہ ہوتا کہ اس برفستان اور خط استوا کا درمیانی علاقہ صحرا ہوتا۔ برف کے پہاڑوں کا بار عظیم دونوں قطبوں کو اس قدر دبا دیتا کہ زمین درمیانی سے اُبھر کر پھٹ جاتی اور خط استوا ایک ڈراؤنی خندق کی صورت میں اس کے گرد پھیل جاتا۔ کرہ ارض میں یہ محوری جھکاؤ کس نے اور کیوں پیدا کیا؟

چاند کا زمین سے فاصلہ

چاند ہم سے دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے اور اس کی کشش ہر روز سمندر میں مدوجزر پیدا کرتی ہے یہ فاصلہ انتہائی موزوں ہے اگر چاند ہم سے صرف پچاس ہزار میل دور ہوتا تو اس کرہ ارض پر قیامت برپا ہو جاتی۔ دن بدن ہمارے سمندروں سے پہاڑوں جیسی لہریں اٹھتیں اور تمام دنیا میں پھیل جاتیں۔ ہوا میں ہر وقت شدید قسم کے طوفان برپا رہتے ان حالات میں اس کرہ ارض پر کسی جاندار کا زندہ رہنا کیونکر ممکن ہوتا، زمین اور چاند کے درمیان یہ موزوں فاصلہ آخر کس نے رکھا؟

زمین کی روزانہ گردش

زمین کی روزانہ گردش کی رفتار تقریباً ایک ہزار میل فی گھنٹہ ہے۔ اگر زمین کی رفتار موجودہ رفتار سے دس گنا زیادہ ہوتی۔ تو زمین اپنے محور کے گرد تقریباً ۲½ گھنٹوں میں گھوم جاتی۔ تو سوا گھنٹے کا دن اور سوا گھنٹے کی رات ہوتی۔ دنیا کے کاروبار کس طرح چلتے؟ اس کے برعکس اگر زمین کی رفتار موجودہ رفتار کا صرف دسواں حصہ ہوتی۔ تو زمین اپنے محور کے گرد ۲۴۰ گھنٹوں میں گھومتی، تو قریب قریب ۱۲۰ گھنٹوں کا طویل دن اور قریب اتنی ہی طویل رات ہوتی۔ گرمیوں کے موسم میں ۱۲۰ گھنٹوں کا طویل دن ہمیں جھلس دیتا اور سردیوں میں ۱۲۰ گھنٹہ کی طویل رات ہمیں منجمد کر دیتی۔

اب آپ بتائیے ان حالات میں نصلیں کس طرح پروان چڑھتیں اور انسان کس طرح زندہ رہ سکتا؟

زمین کی موجودہ مناسب رفتار کس نے قائم کی؟

زمین کا حجم

زمین کے حجم پر غور کیجئے۔ اگر زمین کا حجم چاند جتنا چھوٹا ہوتا تو اس کی کشش ثقل موجودہ کشش ثقل کا ۱/۶ ہوتی۔ ہوا اور پانی موجود نہ ہوتے اس میں درجہ حرارت چڑھتا تو انتہائی طور پر اور اگر گھٹتا تو بھی انتہائی طور پر۔ اس کے برعکس اگر زمین کا قطر موجودہ قطر کی نسبت دگنا ہوتی تو اس کی سطح موجودہ سطح کے مقابلہ میں چار گنا زیادہ وسیع ہوتی، کشش ثقل دگنی ہوتی، ہوا کے غلاف کا حجم خطرناک حد تک گھٹ جاتا اس کے دباؤ میں فی مربع انچ ۱۵ تا ۳۰ پونڈ کا اضافہ ہوتا۔ جس کا ردعمل زندگی پر نہایت مہلک ہوتا۔ زمین کا موجودہ مناسب حجم کس نے مقرر کیا؟

زمین کا سورج سے فاصلہ

ذرا غور کیجئے۔ اگر زمین کا سورج سے فاصلہ موجودہ فاصلے کی بجائے دگنا ہوتا۔ تو زندگی منجمد ہو کر رہ جاتی اور اگر زمین اور سورج کا درمیانی فاصلہ موجودہ فاصلے کی نسبت نصف ہوتا تو سورج سے حاصل ہونے والی حرارت چار گنا ہوتی۔ اور کرہ زمین پر تپش اس قدر بڑھ جاتی کہ اس میں زندگی کا برقرار رہنا ناممکن ہوتا۔

فضا

کرہ ارض کی فضا میں ایسی گیسیں جو بقائے حیات کے لئے ضروری ہیں۔ تقریباً ۵۰۰ میل کی بلندی تک محیط ہیں۔ ان کا یہ نہایت موٹا غلاف ہمیں ان شہابوں کی تباہ کن بارش سے محفوظ رکھتا ہے۔ جو روزانہ دو کروڑ کی تعداد میں تیس میل فی سیکنڈ کی رفتار سے کرہ ارض میں داخل ہوتے ہیں حفاظت کا یہ انتظام کس نے کیا؟

بارش

غور کیجئے سمندروں کا نمکین پانی کس طرح سورج کی گرمی سے بخارات بن کر اور نمکیاتی مادوں سے پاک وصاف ہو کر ہواؤں کے کندھوں پر سوار ہزاروں میل دور بنجر اور خشک زمینوں کو سیراب کرتا ہے۔ بارش کا پانی فصلوں کے لئے دریاؤں، نہروں اور کنوؤں کے پانی سے زیادہ مفید ہے۔ کیونکہ اس میں فضا سے کار آمد گیسیں شامل ہو جاتی ہیں۔ بارش کا یہی پانی پھر سورج کی گرمی سے بخارات بنتے ہیں اور بارش کی شکل میں زمین پر برستے ہیں۔ یہ آبی چکر مسلسل جاری ہے اس کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔ اس آبی چکر کا انتظام کس نے کیا؟

پانی

پانی میں کئی انوکھی خصوصیات ہیں جو انسان کو یہ ماننے پر مجبور کرتی ہیں کہ پانی نہ صرف کسی بڑے حکیم دانا کی تخلیق ہے بلکہ وہ خالق اپنی مخلوق پر بڑا مہربان اور اس کا بڑا خیر خواہ ہے۔ تمام مائعات جمنے کے وقت کثیف اور بھاری ہو جاتے ہیں۔ لیکن پانی اور صرف پانی میں یہ انوکھی خصوصیت ہے کہ وہ جمنے پر ہلکا ہو جاتا ہے یہ چیز بقائے حیات کے لئے زبردست اہمیت کی حامل ہے۔ اسی کے سبب برف دریاؤں سمندروں اور جھیلوں کی سطح پر تیرتی رہتی ہے بصورت دیگر برف دریاؤں، سمندروں اور جھیلوں کی تہہ میں بیٹھ جاتی اور تمام دریا، سمندر اور جھیلیں ٹھوس اور منجمد ہو جاتے اور موسم گرما میں اوپر کی برفانی سطح کا کچھ حصہ پگھل جایا کرتا اور باقی پانی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ٹھوس برف کی شکل اختیار کئے رکھتا۔ جس سے تمام آبی جانور مر جاتے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ پانی جمتے ہی ہلکا ہو جاتا ہے اور برف پانی کی سطح پر ایک ایسی حاجبہ تہہ بناتی ہے۔ جس کے نیچے مچھلیاں زندہ رہتی ہیں۔ پانی کی دوسری صفت جو اس کو باقی مائعات سے متمیز کرتی ہے۔ یہ ہے کہ اس میں تمام مائعات سے زیادہ چیزوں کو حل کرنے اور گھلانے کی صلاحیت ہے اور اس بنا پر ہمارے خون کا ایک اہم حصہ بن کر ہماری جسمانی زندگی کی نشو نما میں بہت بڑا حصہ لیتا ہے۔ پانی کی یہ عجیب و غریب خصوصیات کس نے پیدا کیں؟

نظام شمسی

ہمارا نظام شمسی ایک محیر العقول نظام ہے۔ جس میں سب سیارے اپنے اپنے مقررہ مدار میں ایک سیکنڈ کے لاکھویں حصہ کی درستگی

کیسا تھا اپنی اپنی مقررہ رفتار پر گردش کرتے ہیں۔ اور کوئی تصادم نہیں اور اجزا تفری نہیں ہوتی یہ ایک عجیب بات ہے کہ ایک انسان کے بنائے ہوئے معمولی مصنوعی سیارچے کے لئے تو ہم ہاؤ کرتے ہیں کہ اس کو زمین کے گرد گھمانے کے لئے ذہن، عقل اور منصوبہ کی ضرورت ہے۔ لیکن کائنات کے اربوں نظام ہائے شمسی کے متعلق ہم میں سے بہت سے بلا سوچے سمجھے اندھا دھند دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ تمام نظام بغیر کسی ناظم اعلیٰ اور خالقِ حقیقی کے خود بخود پیدا ہو گئے اور ایک عجیب و غریب کائناتی نظام میں منسلک ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ نیوٹن نے کسی لوہار سے نظام شمسی کا ایک چھوٹا نمونہ بنوایا۔ جو اس کے کمرے میں ایک میز پر رکھا رہتا تھا۔ نمونہ کچھ اس طریقے سے بنایا گیا تھا۔ کہ ایک پیچ کے گھمانے سے سب سیارے مشتری، زہرہ، زحل، عطارد وغیرہ اپنے اپنے مدار میں حرکت کرنے لگ جاتے۔ زمین کے گرد چاند اور سورج کے گرد زمین گھومنے لگ جاتی۔ ایک دن نیوٹن کا ایک دوست دہریہ عقیدہ رکھنے والا اس سے ملنے آیا۔ میز پر رکھے ہوئے نمونہ کو دیکھا۔ اور فوراً سمجھ گیا کہ یہ نظام شمسی کا نمونہ ہے۔

اس نے نیوٹن سے دریافت کیا: یہ نمونہ کس نے بنایا ہے۔ نیوٹن نے کہا۔ اس نمونے کو کسی نے نہیں بنایا ہے۔ بلکہ خود بخود بن گیا اور میز پر پڑا رہا۔ دہریہ نے کہا، جی آپ مذاق کیوں کرتے ہیں۔ بتائیں یہ نمونہ کس نے بنایا ہے؟ نیوٹن نے پھر کہا کہ یہ نمونہ کسی نے نہیں بنایا۔ بلکہ خود بخود بن گیا۔ دہریہ نے دوبارہ پوچھا۔ جی مذاق چھوڑیئے جلدی بتائیے۔ یہ نمونہ کس کاریگر نے بنایا ہے؟

دوست کے بار بار اصرار پر نیوٹن نے بالآخر جواب دیا۔

حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ اس بات کو تو بلا چون و چرا تسلیم کرتے ہیں۔ کہ نظامِ شمسی کا یہ حقیر اور معمولی سا نمونہ بغیر کسی بنانے والے کے نہیں بن سکتا ہے۔ لیکن اس چھوٹے نمونہ کی عظیم اصل کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ وہ خود بخود بغیر کسی بنانے والے کے بن گیا۔ یہ کیا ابوالعجبی ہے؟

مندرجہ بالا دلائل ثابت کرتے ہیں کہ یہ کائنات ایک ایسے عالم و حکیم کی حکمت کا کرشمہ ہے۔ جو ماورائے ادراک ہے۔ اس کائنات میں ہر جگہ نظم اور حکمت نظر آتی ہے چاہے انسان افلاک کی وسعتوں کا جائزہ لے اور چاہے زمین کی گہرائیوں میں اُتر کر دیکھیں۔ ہر جگہ یہ حقیقت نظر آئے گی۔ اس کائنات کے تمام مظاہر اور اس کائنات میں ہر جگہ نظم اور حکمت دیکھ کر ناظم اعلیٰ اور حکیم مطلق کی ہستی کا انکار کرنا اتنا ہی بعید از عقل ہے۔ جتنا کہ ایک لہلہاتے کھیت دیکھنے کے بعد اس پر اظہار کرنا۔ کہ یہ کسی کاشتکار کی محنت، تو جواد منصوبہ بندی کے بغیر از خود تیار ہو گیا پھر بھی اگر کوئی شخص خالقِ کائنات کی ہستی کا انکار اس بنا پر کرے کہ خالقِ کائنات اس کو نظر نہیں آتا۔ تو میں ان سے چند سوالات دریافت کروں گا۔

دہریوں سے چند سوالات

آپ نے اپنے دادا کو نہیں دیکھا لیکن انہیں نہ دیکھنے کے باوجود آپ کو یقین ہے کہ وہ کسی وقت دنیا میں موجود تھے آپ کا یہ یقین آنکھوں دیکھا یقین تو نہیں ہے۔ تو کیا پھر آپ تسلیم کرتے ہیں کہ حواسِ خمسہ کے بغیر یقین کے اور ذرائع بھی ہیں۔ اور ان میں سے سب سے بڑا ذریعہ سچی شہادت ہے۔

۲۔ اس دنیا میں ہزارہا اشخاص ایسے گزرے ہیں۔ جن کی صداقت پاکیزگی خلوص اور دیانتداری پر ان کے مخالفین بھی شک نہیں کرتے۔ ان تمام حضرات نے نہایت زور سے پیہم مسلسل دنیا کو پیغام دیا ہے کہ خدا موجود ہے وہ خدا سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ اور خدا نے ان کو دنیا میں زندگی بسر کرنے کا طریقہ بتایا ہے موت کے بعد ابدی زندگی ہے۔ اس ابدی زندگی میں راحت اسی کو ملے گی۔ جو ان حضرات کی شہادت پر ایمان لائے گا اور ان کے بتائے ہوئے خدائی پیغام کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے گا۔

اگر سچی شہادت آپ کے نزدیک قابلِ قبول اور باعثِ یقین ہے۔ تو آپ ان اکابر کی شہادت پر یقین کیوں نہیں لاتے اور ان کے دہریہ مخالفین فرعون، ہامان، قارون، نمرود، ابوجہل وغیرہ مسلم طور پر خود غرض حریص بدکار، ظالم فاسق فاجر تھے، کیوں ایمان لے آئے ہیں اور ان کی صف میں شامل ہونا کیوں پسند کرتے ہیں۔

اول الذکر طبقہ ہمیشہ ظلم سہتا رہا ہے، سختیاں برداشت کرتا رہا ہے، ہر قسم کی قربانیاں دیتا رہا ہے یہ بے غرض بے نفس طبقہ زہد قناعت صبر انصاف دیانت، سچائی کا حامل یہ طبقہ آپ کے نزدیک کیوں قابلِ قبول نہیں اور موخر الذکر

اگر خدانخواستہ روس افغانستان سے نہ نکلے۔ تو پاکستان کا بھی افغانستان جیسا حشر ہوگا۔ لہٰذا روسیوں کو افغانستان سے جلد نکل جانا چاہیئے۔

(پروفیسر برہان الدین ربانی)

طبقہ خاصے خاص طبقہ آپ کے نزدیک کیوں قابلِ احترام ہیں۔ اگر خدا نخواستہ آپ کے دل و دماغ مادہ پرستی کی زہریلی فضا سے اتنے متاثر ہو چکے ہیں کہ نہ ان پر دلیل اثر کرتی ہے اور نہ ہی بے لوث مخلص اکابر کی شہادت اور خداوند تعالیٰ کو دیکھ کر ہی ایمان لانا چاہتے ہیں تو آپتے میں آپ کو خدا تعالیٰ کو دکھا دوں۔

لیکن یاد رکھیے خدائے عظیم برتر کو دیکھنے کی اہلیت انسانی کمزور آنکھ نہیں اس دنیا میں رویت الٰہی ممکن نہیں۔ لیکن کالمرویت ضرور ہے۔ کالمرویت آنکھ کا نہیں دل کا کام ہے۔ بصارت کا کام نہیں بصیرت کا کام ہے۔ سائنٹسٹ نے خدا کو عقل و استدلال کی آنکھ سے دیکھا ہے لیکن انبیاءؑ اور اولیاء اللہ نے اللہ تو کو دل کی آنکھ سے دیکھا ہے۔ سائنٹسٹ کا ایمان استدلالی تھا۔ لیکن انبیاءؑ کرام اور اولیاء اللہ کا ایمان کشفی وجدانی ذوقی تھا۔ استدلالی ایمان کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی شخص طب کی کتاب میں بخار کا باب پڑھ کر علم و یقین حاصل کرے کہ بخار ایسا مرض ہے جس میں بدن گرم ہو جاتا ہے۔ اعضاء ٹوٹنے لگتے ہیں۔ سر میں شدید درد ہوتا ہے۔

کشفی و جدانی ذوقی ایمان کی مثال ایسے ہے جیسے کسی شخص کو خود بخود بخار چڑھ جائے اور اس کو بلاواسطہ اپنے تجربے سے پتہ چل جائے کہ بخار ایسا مرض ہے کہ جس میں بدن گرم ہو جاتا ہے، اعضا ٹوٹنے لگتے ہیں اور سر میں شدید درد ہوتا ہے۔ یہ ایمان اصلی ایمان ہے یہ یقین اصلی یقین ہے یہ علم ہی اصل علم ہے جو انسان نہ بھولتا ہے اور نہ بھول سکتا ہے کیونکہ یہ علم اس پر خود وارد ہو چکا ہے اور وہ اس کیفیت میں سے خود گزر چکا ہے۔ یہ ایمان وہ ہے جس کے انکار اور کفر کی گنجائش ہی نہیں اس وجدانی کشفی ذوقی ایمان والا شخص اپنے آپ کو دائماً خدا تعالیٰ کے روبرو خدا تعالیٰ کی معیت میں پاتا ہے اس کے دل کا ٹیلیفون ریسیور جو پہلے علائق دنیوی اور صحبت غیر اللہ کی کرخت مٹی گارے سے اٹا پڑا تھا پیغام الٰہی وصول کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

لیکن اس زنگ آلود دل کے شیشے کو صیقل کیسے کریں۔ اس کو صاف کرنے کا جو طریقہ خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی معرفت دنیا بتایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ انسان صحیح عقیدہ اخلاص، استقامت علی الشریعت اسلامیہ اخلاق عالیہ مثلاً توکل، زہد صبر، شکر، تحمل بردباری قناعت، ایثار کثرت ذکر، صحبت صالح، اجتناب از معاصی و رذائل نفسی سے اپنے دل کو غیر اللہ سے ایسا پاک و صاف کرے کہ دل میں غیر اللہ کا خیال بھی نہ آئے اور یاد الٰہی دل کا ایسا ملکہ بن جائے جیسے بصارت آنکھ کی صفت بن جاتی ہے اور کوشش کے باوجود انسان اس بات کو ناممکن پاتا ہے کہ آنکھ کھلی ہو اور نہ دیکھے۔ اس طرح انسان اس بات کو ناممکن پاتا ہے۔ کہ دل کسی وقت بھی خدا کی یاد سے غافل ہو۔ خدا کی یاد دل کی صفت بن جاتی ہے۔ چاہے آپ چاہیں یا نہ چاہیں دل برقت مشاہدہ الٰہی میں مستغرق رہتا ہے استدلالی ایمان کشفی اور وجدانی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور وہ ایمان نصیب ہو جاتا ہے جس کے بعد کفر کا وجود نہیں

لیکن جیسے کہ میں عرض کر چکا ہوں اس قسم مشاہدہ کے حصول کے لئے ابتدا میں کم از کم رسمی اور تقلیدی عام مسلمانوں جیسا ایمان ضروری ہے۔ یہ رسمی تقلیدی ایمان اتباع سنت دین اسلام پر استقامت کثرت ذکر صحبت صالح اخلاق عالیہ اور گناہوں سے پرہیز، کشفی وجدانی اور ذوقی ایمان میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اگر خداوند تعالیٰ کو دیکھنا ہے تو پہلے یہ رسمی ایمان لے آئیں پھر مندرجہ بالا نسخہ پر عمل کریں۔ انشاءاللہ مشاہدہ الٰہی نصیب ہوگا۔

اگر آپ پھر یہ جواب دیں کہ میں تو دہری اور مادہ پرست ہوں، مجھے ایمان اور شریعت سے کیا سروکار، تو میں اس کے جواب میں عرض کروں گا۔ کہ یہ ٹھیک ہے کہ اس صورت میں آپ کو ہرگز کشفی اور وجدانی دید الٰہی نصیب نہیں ہو سکتی لیکن یہ ضرور ہوں گا کہ سیدھی اور صاف سڑک پر چل کر میرے شمار لوگ پشاور سے لاہور پہنچتے ہیں اور پہنچ رہے ہیں آپ اس یقینی شاہراہ کو اختیار کرنے سے کیوں گریز کرتے ہیں۔ آپ اس شاہراہ مستقیم کو چھوڑ کر خاروں اور کھڈوں میں بھٹکنے پر کیوں اصرار کرتے ہیں، ہزاروں لوگ انبیاءؑ اور اولیاء اللہ کی بتائی ہوئی شاہراہ پر چل کر واصل اللہ ہوئے۔ اگر آپ کسی جگہ جانا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ راستہ اختیار نہیں کرتے جو اس جگہ جاتا ہے تو کوئی آپ کی کیا مدد کر سکتا ہے۔

(والسلام)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ

ماہنامہ

مشعل

صاحب امتیاز

کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

مدیر: سید عبداللہ نویسندہ رکن: عبدالحبیب (ہمدرد)

جلد ۱ شمارہ نمبر ۸ مسلسل نمبر ۸ - فروری ۱۹۸۷ء - دلو ۱۳۶۵ ہش

اس شمارے میں

۱- اداریہ

۲- فرمان الٰہی ۳

۳- فرمان نبوی ۳

۴- جمعیت اسلامی کے رہبر پروفیسر ربانی کی کراچی میں افغان مہاجرین سے ملاقات

۵- سانحۂ حسینہ دین

۶- ذلت، شرمندگی اور شکست فاش ....

۷- انتقام کا جذبہ

۸- افغان مہاجرین اور ہمارا رویہ

۹- افغانستان سے روسی فوجوں کے مکمل انخلاء

۱۰- ہم اور ہمارا علم

۱۱- سوویت ملٹری جاسوسی تنظیم

۱۲- میں نے خدا کو دیکھا -

۱۳- ہارودی سرنگوں کا رنگ .....

۱۴- وحدت ہمارا بہترین سٹینگر میزائل ہے -

۱۵- اخبار جہاد

۱۶- قافلۂ شہداء

پتہ

دفتر: ماہنامہ مشعل کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

P.O. BOX NO: 345

پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵ پشاور، پاکستان PESHAWAR PAKISTAN

بدل اشتراک

سالانہ — ۶۰ روپے

ششماہی — ۳۰ "

فی پرچہ — ۵ "

بیرونی ممالک

سالانہ — ۲۰ ڈالر

ترجمہ: ھدرد

صوبہ بدخشان کے دلیر کمانڈر اور امیر جناب استاد غلام محمد (آرین پور) نے حال ہی میں ہمارے جمعیت اسلامی افغانستان کے سیاسی کمیٹی کے خبرنگار کے ساتھ ایک نشست میں اپنے جہادی مشن کے کامیاب کارناموں کے بارے میں گفتگو کی ہے۔
ہم اس انٹرویو کی اہمیت کے پیش نظر اپنے ماہنامہ مشعل کے قارئین کی خدمت میں اس کا خلاصہ ترجمہ پیش کر رہے ہیں

وحدت ہمارا بہترین سٹینگر میزائل ہے

کمانڈر آرین پور صاحب سے انٹرویو

سوال: جناب آرین پور صاحب، کیا آپ یہ بتائیں گے کہ صوبہ بدخشان اور خاص طور پر ضلع کشم میں مجموعی طور پر آج کل حالات کیسے ہیں؟

جواب: جیسا کہ آپ کو علم ہے صوبہ بدخشان وہ خطہ ہے، جہاں سے کفر و الحاد کے خلاف جہاد کی پہلی کرن پھوٹی اور پھر یہ کرنیں افغانستان کے کونے کونے میں پھیل گئیں۔ جہادی مشن کے دوران جیسا کہ ہمارے دوسرے صوبوں کے مجاہد بھائیوں کو مشکلات کا سامنا ہے ویسے ہمیں بھی گوناگوں مشکلات کا سامنا درپیش ہے۔ لیکن یہ ضرور کہونگا کہ پہلی کی نسبت ہمارے مشکل مسائل میں کمی اور کاہش آرہی ہے اور یہ مشکلیں انشاء اللہ جلد دور ہو جائینگے ہمارے غیور مجاہدین کا مورال بلند ہے۔ ہمارے درمیان اخوت، وحدت اور یکجہتی قائم ہے۔ ہمارے علاقائی مجاہد عوام کا ہمارے ساتھ متداوم تعاون برقرار ہے انہوں نے ہماری آواز پر ہر وقت لبیک کہی ہیں ہماری جہادی مشن کامیابی کی جانب رواں دواں ہے۔

سوال: صوبہ بدخشان میں روس یا اس کے حلقہ بگوش کابل انتظامیہ کس پوزیشن میں ہے؟

جواب: بطور عموم اگر دقیق دیکھا جائے تو کابل انتظامیہ کا موقف بہت کمزور ہو چکا ہے۔ روسیوں کا جیسا پہلے خیال تھا کہ وہ خلقی اور پرچمی حلقہ بگوش غلاموں کے ذریعہ جلد از جلد اپنے مذموم عزائم میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن نتیجہ برعکس نکلا۔ ہمارے جیالے مجاہدین نے ان کے بے شرم ارمانوں پر یکسر پانی پھیر دیا۔ روسی اور ان کے غلاموں کا مورال بہت کمزور ہو گیا ہے۔

سوال: کیا بدخشان میں پہلے کی نسبت روسی اور کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کی نوجیلی کی تعداد میں افزائش رونما ہوئی ہے یا نہیں؟

جواب: ۱۹۷۸ء میں جو فوجی چھاؤنیاں اور فوجی اڈے یہاں قائم کئے گئے تھے آج بھی وہی کٹھ پتلیاں موجود ہیں اُن میں کوئی قابل ذکر افزائش نہیں لائی گئی۔

سوال: کیا صوبہ بدخشان اور خاص طور پر ضلع کشم میں دشمن کی جنگی حکمت عملی میں کوئی تبدیلی رونما ہوئی ہے یا کہ نہیں؟

جواب: ہاں! روسیوں کی جنگی حکمت عملی میں قابل ذکر تبدیلی آئی ہے۔ ہمارے اُن محاذوں سے جہاں سے دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان اُٹھانا پڑتا ہے دشمن ہمارے ان علاقوں کو اور آس پاس کے علاقوں پر نہایت بے رحمانہ اور وحشیانہ طور پر بمباری کرتے ہیں اور اس طرح وہ افغان نہتے عوام کو اپنا نشانہ بنا کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر رہے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ دشمن کی یہ بھی پالیسی ہے کہ وہ اپنے جاسوسی شبکے یعنی "خاد" شئون اسلامی اور پدروطن فرنٹ وغیرہ اداروں کو تقویت پہنچا کر اپنے مذموم عزائم میں کامیاب ہونے کی بے جا کوشش کر رہا ہے۔

سوال: کیا آپ یہ بتائیں گے کہ جارح روسی اور کابل انتظامیہ آج کل کونسا اسلحہ زیادہ تر استعمال کر رہا ہے؟

جواب: دشمن کی فوج میں پہلے کی نسبت کافی جنگی حکمت عملی رونما ہو چکی ہے وہ جدید، مہلک، زہریلے اور آگ لگانے والے ہتھیاروں سے کام لے رہا ہے ان آتشیں اور خطرناک ہتھیاروں کو وہ گن شپ ہیلی کاپٹروں اور لڑاکا جہازوں کے ذریعے ہمارے خلاف استعمال کر رہا ہے۔

سوال: روسیوں کا کونسا اسلحہ اہم ہے زمینی یا کہ فضائی؟

جواب: اس میں شک نہیں کہ ہر اسلحے کی اپنی اپنی تاثیر ہوتی ہے۔ جہاں تک ہم دیکھ چکے ہیں۔ دشمن کے توپ دار ہیلی کاپٹر اور دور مار توپیں (D.C) دوسرے ہتھیاروں کی نسبت کہیں زیادہ خطرناک ثابت ہو چکے ہیں

سوال: ایسا سننے میں آیا تھا کہ روسیوں نے آپ کے علاقے میں اپنے فوجی کمانڈوز اتارے تھے۔ کیا یہ خبر درست ہے۔ اگر درست ہو تو انہوں نے کب اپنے کمانڈوز اتارے تھے؟

جواب: دشمن تو کئی بار ہمارے علاقے میں اپنے کمانڈوز اتار چکا ہے جب کبھی بھی اُن کے فوجی قافلے ہمارے علاقے سے گزرتے ہیں تو وہ اپنے قافلوں کی حفاظت کے لئے اپنے کمانڈوز اُتارا کرتے ہیں۔

سوال: کیا یہ کمانڈوز روسی ہیں یا روسی نواز افغانی؟

جواب: یہ کمانڈوز روسی بھی ہیں اور افغانی بھی۔

سوال: کیا آپ نے روسیوں کے خلاف بری (زمینی) جنگوں میں برتری حاصل کر لی ہے۔ یعنی دشمن کے ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں آپ کے ٹھکانوں کی طرف پیشقدمی کی جرأت نہ کر سکے؟

جواب: زمینی جنگوں میں ہمیں شایان شان کامیابی حاصل ہو چکی ہے۔ جب تک دشمن کی زمینی فوجوں کو فضائی مدد حاصل نہ ہو۔ وہ ہمارے طرف بڑھنے کی جرأت نہیں کر سکتے، دشمن کی زمینی حملے ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے درست ہے۔ کہ دشمن کے پاس بھاری اسلحہ ہے۔ لیکن ہمارے پاس ایمانی طاقت کا اسلحہ ہے۔ میدان کارزار میں آج تک ہمارا پلہ بھاری رہا ہے۔ اور انشاءاللہ بھاری رہے گا۔

سوال: قرب وجوار کے دیگر تنظیموں کے مجاہد بھائیوں کے ساتھ آپ کے تعلقات کیسے ہیں۔ مثال کے طور پر "نصرت" یا "درج" وغیرہ؟

جواب: وہ بھی ہمارے مجاہد بھائی ہیں ایک ہی مقصد کے حصول کے لئے ہم دشمن سے لڑ رہے ہیں۔ ہمارا سبھی مجاہد بھائیوں کے ساتھ اچھا تعلق ہے۔ یہ ہماری دینی اور اسلامی ذمہ داری ہے کہ ہم آپس میں بھائی بھائی رہ کر اپنے جہادی مشن کو متحدانہ طور پر کامیابی کی منزل جانب بڑھائیں۔

سوال: کیا آپ یہ بتائیں گے کہ صوبہ بدخشان میں کون کون سی بڑی بڑی اسلامی تنظیمیں موجود ہیں؟

جواب: بدخشان میں دو بڑی اسلامی تنظیمیں موجود ہیں، جمعیت اسلامی اور حزب اسلامی۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو

جمعیت اسلامی کی اکثریت ۸۵ فیصد اور حزب اسلامی کی ۱۵ فیصد

سوال: صوبہ بدخشان کے منجھے اور جیالے کمانڈر صاحبان کے اسمائے گرامی بتائیں؟

جواب: ہمارے سبھی کمانڈر صاحبان کو اپنی اسلامی ذمہ داری کا پورا پورا احساس ہے اور وہ اس وجیبے کو بہ وجہ احسن نبھانے میں سرگرم عمل ہیں، جناب عبدالبصیر خان، جانعلی خان، سید نجم الدین خان، حاجی ضابط، داملاء سید امیر خان سید محی الدین، مخدوم سید فضل احمد کے نام سرفہرست ہیں۔

سوال: کافی عرصے سے کرن اور مہتاب کے راستے مسدود ہو چکے ہیں۔ جب کہ فورت ن کا شمالی راستہ فلک بوس پہاڑوں کی

نسبت صعب العبور ہے۔ کیا کرن اور مہتاب کا راستہ کھلنے کا کوئی امکان موجود ہے جس سے آپ کی موجودہ تکلیفیں دور ہو جائیں۔

جواب: ہاں: ممکن ہے۔ یہ راستہ جلد کھول دیا جائے گا۔

سوال: آپ اپنے دلیر مجاہد بھائیوں کے موراں اور روحیہ کے بارے میں کچھ روشنی ڈالیں؟

جواب: میں اپنے مجاہد بھائیوں کے اعلیٰ اور بلند حوصلوں سے پوری طرح مطمئن ہوں ان کے حوصلے دن بہ دن بلند ہو رہے ہیں فداکاری، جاں نثاری اور قربانی کا جذبہ ان کی رگوں میں بھرا ہے۔

سوال، آپ نے فرمایا کہ مجاہدین کے حوصلے روز بروز بلند ہو رہے ہیں اس کی دلیل کیا ہے۔ فرمائیے؟

جواب، ہمارے اسلاب انقلاب کے آغاز کے ابتدائی دنوں میں دشمن کے مقابلے میں ہمارے پاس کیا تھا۔ ہم خالی ہاتھ تھے۔ کوئی قابل ذکر اسلحہ ہمارے پاس نہ تھا۔ جب کہ دشمن جدید ترین اسلحہ سے لیس اور خطرناک لڑاکا جہاز ان کے پاس تھے دشمن کے پاس فوج کی بھاری نفری بھی تھی مگر جو چیز ہمارے پاس تھی وہ ہماری ایمانی طاقت ہی ہو سکتی ہے۔ ہم گذشتہ آٹھ سالوں میں دشمن کے مقابلے میں شاندار کامیابی حاصل کر چکے ہیں اور آج بھی ہمارا یہ جہادی مشن بڑی آب و تاب کے ساتھ کامیابی کی منزل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اگر ضرورت پڑے تو یہ جہاد اس وقت تک جاری رہ سکتا ہے جب تک ایک فرد افغان بھی زندہ ہے۔ یہی دلیل ہمارے بلند حوصلوں کی عکاسی کرتا ہے۔

سوال: افغانستان میں بسنے والے افغان مسلمان عوام کا موراں کیسا ہے؟

جواب: ہمارے افغان بھائی بہن، جو آج تک افغانستان میں مقیم ہیں وہ بھی مجاہد ہیں۔ ہم بھی انہی کی اولاد ہیں۔ ان کے حوصلے بھی ہماری طرح بلند ہیں انہوں نے طاقت فرسا مصیبتیں جھیلیں، مگر ان کے حوصلوں میں کوئی کمی نہیں آئی۔

سوال: اچھا کمانڈر صاحب، ذرا یہ بتائیے کہ افغان عوام کے تعلقات اب مجاہد بھائیوں کے ساتھ کیسا رہا ہے۔ کیا حکومت کے دباؤ کے باعث ان کا تعاون تمہارے ساتھ منقطع ہو گیا ہے یا کہ نہیں؟

جواب: جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ افغانستان میں مقیم افغان مسلمان عوام ہمارے دینی اور اسلامی بھائی ہیں۔ وہ جذبہ جہاد اور شہادت سے سرشار ہیں انہوں نے ہر مشکل اور کٹھن وقت پر ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کر کے اپنی اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے۔

سوال: شمالی علاقوں میں جہادی مشن کے دوران جو چھوٹے موٹے مسائل مجاہدین کے درمیان رونما ہوتے تھے کیا آپ نے ان کے مسائل حل کرنے کے بارے میں کوئی اہم کارنامہ انجام دیا ہے یا کہ نہیں۔ ذرا تفصیل سے جواب دیجئے۔؟

جواب: ہاں! بے شک و شبہ نے ہمارے درمیان چھوٹے موٹے مسائل پیدا کر دیئے تھے جس سے ہمارے جہادی مشن کو دھچکا ضرور لگا ہے۔ لیکن ہم نے وقت کو ہاتھ سے نکلنے نہیں دیا۔ بروقت اس حقیقت کو دور کرنے کے لئے اہم قدم اٹھائے۔ آج اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و احسان ہے کہ وہ نقیصہ دور ہو چکا اور ہمارے مجاہد بھائی سارے علاقے میں بھائی بھائی کی طرح رہ کر اور مشکل وقت پر ایک دوسرے کے شانہ بشانہ دشمن کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

سوال: جیسا کہ آپ نے متحارب جہاد کا ذکر فرمایا۔ کیا آپ اس کی کوئی مثال دے سکتے ہیں جو صوبہ بدخشان سے خارج ہو۔؟

جواب: ہاں! کیوں نہیں۔ صوبہ تخار کا ایک اہم اذر عمدہ فوجی اڈے دگرگونوں (فرخار) کی فتح، اس اہم فوجی چھاؤنی کو صوبہ بدخشان، تخار، نغلان، کندز پروان اور کاپیسا کے سربکف جیالے بے باک مجاہدین نے متحدانہ طور پر فتح کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس کامیابی میں اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد ہمارے شامل حال تھی۔

سوال: فرخار فوجی گیریژن کی فتح میں آپ نے صرف منصوبہ بندی کی تھی یا کہ آپ کے مجاہد دستوں نے بھی اس مشن میں عملی حصہ لیا تھا؟

جواب: ہاں، ذکر شدہ صوبوں سے مجاہدین

کے مسلح دستے وہاں بھیجے گئے تھے۔

سوال: قرغار گریزون کی فتح متحدانہ آپریشن کا نتیجہ تھا یا جدید ہتھیار کا؟

جواب: اس آپریشن کے دوران ہمارے مجاہد بھائیوں کے پاس کوئی قابلِ ذکر جدید اور مہلک ہتھیار نہ تھا۔ صرف اللہ پر بھروسہ تھا اور وحدت، اخوت اور یکجہتی کی فضا ہمارے درمیان موجود تھی جو قرغار گریزن کی فتح پر منتج ہوا۔

سوال: جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ اس جہادی مشن میں افغان مسلمان عوام کی کثیر تعداد سہیم ہے۔ ذرا تفصیل سے بتائیے کہ وہ کن کن امور میں آپ کے ساتھ مصروفِ کار ہیں۔؟

جواب: ہمارا انقلاب۔ عوام کا ایک اسلامی انقلاب ہے۔ اس انقلاب میں ہمارے افغان مسلمان بھائی مختلف امور میں سرگرم عمل ہیں۔ جب کہ گذشتہ حکومتوں میں انہیں کوئی مقام نہیں دیا گیا تھا۔ آج ہی افراد ہمارے اسلامی انقلاب کے اہم موضوعات کی سرپرستی فرما رہے ہیں، مثال کے طور پر ثقافتی امور، سیاسی امور، اقتصادی و مالی وغیرہ خطیر امور کی یہ وجہ احسن نگرانی کر کے اپنی دینی اور ایمانی ذمہ داری نبھانے میں مصروف ہیں۔ ہمارے اسلامی انقلاب کو صرف ہمارے مسلمان عوام ہی چلا رہے ہیں۔ ہمارے انقلاب میں ہمارے دین میں ہمارے آزادی میں اور حتیٰ ہمارے سیاسی حقوق میں کسی کی بھی طرف سے خیانت اور دست برد وغیرہ نہیں کی جاتی۔ لہٰذا ہمارے غیور عوام اطمینان اور اعتماد کے ساتھ ہمارے مجاہد بھائیوں کے ساتھ اس جہادی مشن میں سہیم ہیں۔

سوال: افغان جیالے مجاہدین سے افغان عوام کی کیا توقعات وابستہ ہیں وہ مجاہدین سے کیا چاہتے ہیں؟ کیا وہ مجاہدین کی اپنے علاقے میں موجودیت علاقے میں قحط، علاقے میں بیماری اور وہاں خون خرابہ کا رونما ہونے کا سبب نہیں سمجھتے؟

جواب: ہمارا جہاد ایک اسلامی جہاد ہے یہ ایک آزاد اور مسلمان قوم کی برحق جنگ ہے۔ ہمارے عوام کی بس یہی ایک آرزو ہے کہ مجاہدین کے درمیان وحدت اتحاد ہو اور یکجہتی کی فضا قائم رہے۔

سوال: آپ کی افغان مسلمان عوام سے کیا توقعات وابستہ ہے؟

جواب: ہماری یہی توقع ہے کہ ہمارے افغان مسلمان عوام کو یہ جان لینا چاہیئے کہ آن پر آزادی، وطن کی حرمت اور بقائے اسلام کے لئے کیا کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہیں۔

سوال: جہاں ابلاغ عامہ آج کل سٹینگر کے بارے میں یہ خبر نشر کر رہا ہے کہ وہ امداد کے طور پر مجاہدین کو مل رہے ہیں آپ بتائیے کہ ابھی تک آپ کو کتنے سٹینگر ملے ہیں؟

جواب: سٹینگر راکٹ ابھی تک مجھے نہیں ملے اور یہاں یہ بھی کہوں گا کہ ہمارے دوسرے مجاہد بھائیوں کو بھی اس قسم کا اسلحہ نہیں ملا ہے۔

سوال: کیا آپ کو سٹینگر راکٹ کی ضرورت ہے؟

جواب: سٹینگر اور دوسرے مہلک ہتھیاروں سے کہیں زیادہ ہمیں وحدت اتحاد اور یکجہتی کی افغانستان میں اور افغانستان سے باہر اشد ضرورت ہے۔ وحدت ہمارا بہترین سٹینگر ہے۔

سوال: اتحاد اور وحدت کے بعد کیا تمہیں سٹینگر کی ضرورت محسوس ہوگی؟

جواب: پھر بھی وحدت، وحدت کی ضرورت ہے:

سوال: یاری اور خداوندی نصرت کے علاوہ دنیا والوں سے آپ کو کس قسم کے اسلحہ وغیرہ کی ضرورت ہوگی؟

جواب: ہم نے گذشتہ آٹھ سالوں کے دوران خالی ہاتھوں اپنے اللہ تعالیٰ کی یاری و نصرت پر بھروسہ رکھتے ہوئے دشمن کا مقابلہ کیا۔ اور کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ اگر کوئی ملک جو بلاقید و شرط ہماری آزادی، ہمارے اسلامی جذبات کو مقدس سمجھ کر ہمارے ساتھ کوئی غذائی اور مالی امداد کرے ہمیں اُن سے کوئی مخالفت نہیں۔

سوال: کیا آج تک آپ کو کوئی بشر دوستانہ امداد مل چکی ہے؟

جواب: جی نہیں۔ ابھی تک نہیں۔

سوال: کابل انتظامیہ اپنے صوبائی فوجی ہیڈ کوارٹروں میں کس طرح اسلحہ اور جنگی مہمات وغیرہ اشیائے خوردونوش پہنچاتی ہے۔ کیا رسد رسانی میں اُن کو مشکلات درپیش نہیں آتی؟

جواب: صوبائی فوجی ہیڈ کوارٹر جہاں فوجی قافلوں کا آنا جانا مشکل ہو۔ وہاں دشمن بڑے بڑے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے جنگی مہمات اور خوراک پہنچاتا ہے۔ جہاں کا لوٹنے کا جانا ممکن ہو اُس راستے پر اولاً کمانڈوز حفاظتی انتظامات کر کے کانوائے گزارے جاتے ہیں۔ لیکن پھر آئے دن دشمن کے لئے رسد رسانی کا سلسلہ تنگ ہوتا جا رہا ہے۔

سوال: گذشتہ دنوں گورباچوف نے جو اپنے چھ ہزار فوجیوں کو واپس روس بلوانے کا اعلان کیا ہے۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: روسیوں کے ہتھکنڈے ہمیں بھی معلوم ہے اور دنیا والوں سے بھی پوشیدہ

نہیں ایک لاکھ پچاس ہزار روسی فوج جو پیدل، ہوائی وغیرہ فوجیوں پر مشتمل ہے آج کل افغانستان میں موجود ہے۔

روسی ہر چھ ماہ یا سال بعد اپنی فوجیوں میں ردو بدل کیا کرتا ہے یا انہیں۔ ایک علاقے سے دوسرے علاقے بھیجا جاتا ہے تاکہ وہ افغان مجاہد عوام سے رابطہ قائم نہ کرسکیں۔ ایک لاکھ پچاس ہزار فوجیوں میں سے صرف چھ ہزار فوجیوں کو واپس بلانا اور وہ جو اسٹی ائیر کرافٹ اور ٹینک شکن فوجیوں پر مشتمل ہے کوئی خاص بات نہیں۔ اصلاً ان فوجیوں کی افغانستان میں ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ نہ تو مجاہدین کے پاس جہاز ہیں اور نہ ہی ٹینک۔

سوال: صوبہ بدخشان تین سمت سے روسی سرحد سے ملا ہے۔ کیا بدخشان پر دور مار توپوں کے ذریعے سرحد پار سے حملے کئے جاتے ہیں یا نہیں؟

جواب: بدخشان کا دردار نامی علاقہ جو روسی سرحد کی بالکل قریب ہے وہاں ۱۸۰ ملی جنگی اپریشن سرحد پار روسیوں کی طرف سے کیا جاتا ہے اور دشمن اپنے ہیلی کاپٹروں، دور مار توپوں اور ٹینکوں کے ذریعے بدخشان کے اہم مقامات کو اپنا نشانہ بناتے ہیں۔

سوال: ایک دفعہ روسیوں نے اعلان کیا تھا کہ واخان کا علاقہ جو بدخشان میں ہے اسی علاقے کو ببرک کارمل یا ترہ کی نے روسیوں کو دے دیا ہے۔ کیا اس بارے میں آپ کچھ بتائیں گے؟

جواب: اس میں شک نہیں کہ واخان سطح مرتفع پامیر کی ایک بہت اونچی اور اہم اسٹریٹیجی چوٹی ہے۔ اس علاقے پر روسیوں کی نظروں سے نظر تھی۔ یہی وہ وجہ تھی اچھی طرح یاد ہے جب ایک قرارداد کے تحت دریائے ہلمند کا پانی۔ وہ بھی انسان دوستی کی بنا پر اپنے ہمسایہ ملک ایران کو دیا گیا تھا۔ ببرک کارمل اور ان کے حواریوں نے اس وقت ملک میں کتنا غوغا برپا کیا۔ تظاہرات کئے اور جلوس نکالے تھے یہی ببرک، ترہ کی اور امین تھے جو اس قرارداد کے خلاف نعرے لگا کرتے تھے۔ لیکن ببرک کارمل نے پامیر کی فردوشی کی سند بریژنیف کو دے دی اور آج وہاں روسیوں کا ایک اہم فوجی اسلحے کا گودام موجود ہے۔

سوال: بعض ملکوں کا دعویٰ ہے کہ بدخشان میں پوست کی کاشت اور اس کا کاروبار کیا جاتا ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے خود دیکھا وہاں نسوار اور سگریٹ پر پوری پابندی عائد ہے۔ اس بارے میں آپ کے کیا رائے ہے، ذرا سی روشنی ڈالیں۔؟

جواب: افغانستان میں کئی جگہوں پر پوست کی کاشت کی جاتی ہے۔ خود حکومت اسے باہر بھیجی کرتی ہے۔ آج تک کابل انتظامیہ نے کسی بھی جگہ پوست کی کاشت کو تلف نہیں کیا ہے۔ جب کہ وہ گیہوں اور دوسرے اناج کے کھیت اور کھلیانوں کو جلا ہی نذر آتش کر دیتے ہیں۔

سوال: وہ علاقہ جو آپ کے کنٹرول میں ہے۔ کیا وہاں پوست کی کاشت کی جاتی ہے؟

جواب: ہم نے اپنے علاقے میں پوست کی کاشت کو تو کیا بلکہ تمباکو کی کاشت کو بھی بالکل ممنوع قرار دیا ہے۔ یہاں نسوار اور سگریٹ کی خرید و فروخت پر پابندی ہے۔ شاید مستقبل میں یہ عمل افغانستان کے دوسرے علاقوں اور محاذوں میں بھی رائج ہو جائے۔

سوال: جناب آرین پور صاحب! خدا نخواستہ اگر آپ کوئی خلاف توقع کام کر بیٹھیں تو کیا آپ کو کوئی محکوم کر سکتا ہے؟

جواب: ہاں! کیوں نہیں۔ ہم نے اپنے مجاہد بھائیوں، علاقے کے علماء کرام اور اپنے افغان مسلمان مجاہد عوام کو یہ حق دے رکھا ہے کہ وہ میرے عمل و کردار پہ کڑی نظر رکھیں اور جب کبھی بھی مجھ سے کوئی خطا سرزد ہو تو فوراً مجھے ملتفت کریں۔ میرا یہ عقیدہ ہے کہ مجھے قوم کے سامنے اور آخرت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دینا ہے۔

سوال: کیا آپ کے پاس شرعی امور چلانے کے لئے قاضی موجود ہے؟

جواب: ہاں ہمارے پاس قاضی صاحبان موجود ہیں۔ یہ قاضی صاحبان علاقے کے خیر اندیش اور روحانی شخصیتوں کی طرف سے تعین کئے گئے ہیں وہ علاقے میں رونما ہونے والے سبھی مسائل کو قرآن و سنت کی روشنی میں حل و فصل کیا کرتے ہیں۔

سوال: بدخشان میں حفاظتی انتظامات کس کے ذمے ہیں؟

جواب: دشمن اپنی فوجی چھاؤنیوں کی خود حفاظت کرتا ہے اور بقیہ علاقہ جو مجاہدین کے کنٹرول میں ہے اس کی حفاظت اور امن و امان کی بحالی ہماری ذمہ داری ہے۔

سوال: روس یا کابل انتظامیہ بدخشان کے کتنے طول و عرض کے ساحہ میں حکومت کر رہی ہے۔ ضلع کشم میں کتنا علاقہ

حکومت کے قبضے میں ہے؟

جواب: صوبہ بدخشان میں صرف دو فیصد علاقہ دشمن کے قبضے میں ہے

سوال: جیسا کہ دیکھا گیا، موسم کی خرابی کی وجہ سے صوبہ بدخشان میں زراعت اطمینان بخش نہیں۔ کیا آپ کو غذائی لحاظ سے کسی مشکلات کا سامنا ہوگا اپنے مجاہد بھائیوں کی روزمرہ ضرورت کا سامان اور اس کا خرچہ کس طرح برداشت کیا جاتا ہے؟ ذرا تفصیل سے معلومات دیجئے۔

جواب: ہاں۔ سال رواں کی زراعت کچھ اطمینان بخش نہیں رہی۔ ہمارے اکثر کاشت کاروں نے اپنی بوئی ہوئی فصل کاٹ لی۔ یا موسم کی خرابی کی وجہ سے وہ فصل سوکھ گئی۔ ہم اپنا خرچہ اپنے علاقے کے مسلمان عوام جو زکوٰۃ اور عشر شرعی احکامات کے مطابق نکال کر ہمیں دیتے ہیں۔ ہم اپنا اخراجات پورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رزاق مطلق ہے۔ جو کچھ ہماری قسمت میں ہے روکھی سوکھی مل جاتی ہے۔ ہم اس پر قانع ہیں۔

سوال: افغان مجاہدین جو کہ دنیوی روس جیسی سپر طاقت کے مقابلے میں لڑ رہے ہیں۔ ان کے لئے موسم کے مطابق لباس وغیرہ ضروریات کیسے اور کہاں سے تدارک کیا جاتا ہے؟

جواب: ہمارے مجاہد بھائی اسی قوم کی اولاد ہیں۔ وہ اپنے روایتی لباس میں ہمار کے گرم و سرد موسم میں اپنے جہادی مشن کو کامیابی کی منزل کی طرف بڑھا رہے ہیں۔ لباس وغیرہ کا کوئی خاص انتظام نہیں ہے۔

سوال: کیا آپ نے اپنی ان موجودہ مشکلات سے جمعیت اسلامی افغانستان کے عالی مقام رہبر کو آگاہ کیا ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں: اس مسئلے پر کئی بار اطلاع دے چکا ہوں۔ لیکن مقامات عالیہ بھی مالی مشکلات کی وجوہ پر شاید ہماری ان مشکلات کو پورا کرنے میں ابھی تک کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔

سوال: وہ امدادی سامان جو پارٹی کی ہیڈ کوارٹر سے بھیجا جاتا ہے۔ کیا وہ آپ کو ملتا ہے؟

جواب: ہاں۔ وہ امدادی سامان جو دوسرے محاذوں کے لئے تعین کیا جاتا ہے اسی پیمانے پر ہمیں بھی امداد ملتی رہتی ہے۔

سوال: جناب آرین پور صاحب! ان آٹھ سالوں میں ہمارے جیالے مسلمان مجاہدین ایک سپر طاقت کے مقابلے میں لڑ رہے ہیں اور آپ کا یہ علاقہ جو دشمن کے قلب میں واقع ہے آئے دن آپ کو داخلی حملوں اور خاص طور پر سرحد پار سے دشمن جدید ہتھیاروں سے آپ پر حملے کر رہے ہیں۔ کیا آپ دشمن کے ان مظالم کے بارے میں اپنے ہموطنوں اور خاص طور پر جہاں والوں کو کوئی پیغام دینا پسند فرمائیں گے؟

جواب: پہلے تو ہم اسلامی ملکوں کے مسلمانوں اور پھر اُن ملکوں کے خیر اندیش عوام کو جو بے طرف اور ان کا مشرق اور مغرب سے کوئی واسطہ نہ ہو۔ اور وہ آزادی کے طرفدار ہوں۔ میں یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اگر آج ہمارے مظلوم عوام ان وحشی درندوں کا شکار ہو رہے ہیں اور دشمن کی وحشیانہ بمباری کے نتیجے میں ہمارے مسلمان عوام شہید ہو رہے ہیں اگر مسلمانان جہان اور دوسرے خیر اندیش، بشر دوست عوام اس دلخراش سانحے کو ایک تماشائی کی حیثیت سے نظارہ کرے اور ان مسائل پر کوئی دلچسپی نہ دکھائے۔ تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسا ہی دن کل یا پرسوں اس پہ بھی آنے والا ہے۔

سوال: جناب آرین پور صاحب! آپ کا جہادی ہیڈ کوارٹر روس سرحد کے بالکل قریب واقع ہے۔ کیا ہمارے اسلامی انقلاب سے روس کے مسلمانوں پر کچھ اثر پڑا ہے یا نہیں؟

جواب: جہاں تک سرحد پار سے ہمیں اطلاعات موصول ہو رہی ہے۔ تاجکستان ترکمنستان، قازقستان وغیرہ مسلمانوں کے علاقوں میں مسلمانوں پہ ہمارے اسلامی انقلاب نے کافی اثر ڈالا ہے۔ اب وہاں کے مسلمان عوام میں یہ ہمت اور بیداری پیدا ہوگی ہے کہ وہ ایک سپر طاقت کے مقابلے میں قیام کریں۔

سوال: آرین پور صاحب! کیا ہمارا پیارا اسلامی ملک روسی چنگل سے آزاد ہو جائے گا۔؟

جواب: انشاء اللہ ہمارا ملک جلد ہی غاصب اور جارح روس کے چنگل سے آزاد ہو جائے گا۔ ہمیں اپنے اللہ پہ پورا بھروسہ ہے (والسلام)

وطن پر قربان ہونا میری دلی آرزو ہے۔

تحریر: ملک احمد سرور

بارودی سرنگوں کا رنگ چٹانوں جیسا ہے

افغان بچے کھلونا بموں سے کھیل رہے ہیں

۲۶ دسمبر کو افغانستان میں مداخلت ۷ ہر دسمبر کو ہوئی تھی، روسی فوج کی باقاعدہ مداخلت اور ظلم و تشدد کے سات سال پورے ہوگئے ہیں ان سات سالوں میں ہزاروں نہیں لاکھوں افغان شہید ہوئے اور پچاس لاکھ کے قریب بے گھر۔ ان سات سالوں میں ہزاروں بچے اپاہج اور یتیم ہوگئے اور افغانستان کی سرسبز چراہ گاہیں باغات اور کھلیان اُجڑ گئے۔ ان سات سالوں میں جہاں ایک طرف ظلم و زادیت (زادروں کی نسبت) کی نہ صرف تاریخ دہرائی گئی بلکہ انسانیت کے علمبرداروں نے انسانیت پر ظلم کرنے کے نئے نئے تجربات بھی کئے۔ وہاں مجاہدین نے بھی بہادری اور استقامت میں اپنے اسلاف کے تاریخی کارناموں کو زندہ کیا۔ مجاہدین نے صبر، ہمت اور قناعت میں اپنی مثال آپ قائم کی۔ انتہائی جلا دینے والی دھوپ اور خون منجمد کر دینے والی سردی میں انہوں نے کپڑے کے بنے ہوئے خیموں میں انتہائی قلیل مقدار میں ملنے والے راشن کے ساتھ سات سال گزار دیئے ان سات سالوں میں روسی فوج کی بمباری سے بارڈر کے قریب خیمہ بستیوں میں جہاں سینکڑوں افراد شہید ہوئے وہاں ماؤں نے ہزاروں بچوں کو اسی عہد کے ساتھ جنم دیا کہ یہ بچے بڑے ہو کر اسلام کی سربلندی وطن کی آزادی کی جنگ لڑینگے

روس میں کمیونسٹ انقلاب سے پہلے زاروں کی حکومت تھی۔ جس کے ظلم و جبر کی مثالیں خود روس کے کمیونسٹ دیتے ہوئے نہیں تھکتے اور کمیونسٹوں نے زاروں کے اس ظلم کے خلاف آزادی اور احترام انسانیت کا نعرہ لگا کر جس انقلاب کی طرف لوگوں کو بلایا اور جب وہ انقلاب آیا تو یہی انقلاب سرخ خون میں نہایا ہوا تھا اس انقلاب نے آزادی اور انسانیت کو احترام تو نہ دیا مگر روس کی سرزمین کو مسلمانوں کے خون سے نہلا دیا۔ مسجدوں کو شراب خانوں اور ناچ گھروں میں بدل دیا۔ اور جس نے بھی اس ظلم کے خلاف احتجاج کیا پھر اسے اس دنیا میں رہنا نصیب نہ ہوا اور روس میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں کی زندگی اجیرن ہو گئی اور کمیونسٹوں کے اس ظلم کے سامنے زار بھی رحمدل نظر آنے لگے ایسے ہی انقلاب کے نام پر ۲۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو روس نے افغانستان میں ایک لاکھ سے زیادہ فوج اتار دی تاکہ روس کی مسلمان ریاستوں کی طرح افغانستان بھی روس میں ضم کیا جا سکے اس مقصد کے لئے روسی فوج نے افغانستان کے کمیونسٹوں کے ساتھ مل کر افغان عوام پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے ہزاروں بستیاں روسی طیاروں کی بمباری اور ٹینکوں کی گولہ باری سے ملبے کا ڈھیر بن گئیں نیچام بموں سے باغات جنگلات اور چراہ گاہیں جل گئیں اور فصلیں تباہ ہو گئیں اور روس نے سرزمین افغانستان کو جدید ہتھیاروں کی تجربہ گاہ بنا دیا میں اپنے اس مختصر مضمون میں بستیوں کے ملبے کا ڈھیر بنانے خوانین کی عمارتیں لوٹنے باغات اور فصلیں جلانے پورے پورے گاؤں کے مردوں عورتوں اور بچوں کو اکٹھا کر کے اجتماعی قتل کرنے اور پھر تیل چھڑک کر آگ لگانے۔ اور جیلوں میں

> روس افغانستان کی قدرتی گیس کو اپنے نقصانات کی تلافی سمجھتا ہے۔

بے گناہ طالبات نوجوان اور بوڑھے افغان مجاہدین پر ہونے والے غیر انسانی ظلم و تشدد کے واقعات کا تذکرہ تو نہ کر پاؤں گا میں تو مختصر طور پر صرف مجاہدین کے راستوں پر پھینکی ہوئی بارودی سرنگوں زہریلی گیسوں اور کھونا بموں کی ہولناک تباہی کی چند جھلکیاں ہی پیش کر سکوں گا۔

یہ ۱۹۸۲ء کی بات ہے۔ جب پہلی دفعہ افغان مجاہدین کے پاس افغانستان گیا مئی کا مہینہ تھا اور پہاڑوں پر موسم خوشگوار تھا مجاہدین نے صوبہ پکتیا میں روسی افغان فوج کی ایک چوکی ڈبکی کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ دشمن کی چوکی پر ماڑٹر توپ سے گولہ باری کرنے کے بعد مجاہدین مجاہدین پہاڑ کی اوٹ میں توپوں کی صورت میں بیٹھے گپ بازی میں مصروف تھے میں بھی چادر بچھا کر پتھروں سے بنی ہوئی دیوار کی اوٹ میں لیٹا ہوا تھا کہ پہاڑ کے دامن سے مجھے ایک مجاہد اپنی طرف آتا دکھائی دیا اس کے ہاتھ میں کلاشنکوف اور دوسرے میں ایک ڈول تھا وہ سیدھا میرے پاس آیا اور سلام کرنے کے بعد بیٹھ گیا اس نے ڈول میرے سامنے رکھا۔ مجھے ڈول میں پتھروں کے چند ٹکڑے دکھائی دیئے میں نے پتھر کے ایک ٹکڑے کو اٹھانا چاہا تو مجاہد نے تیزی سے ڈول پرے ہٹا لیا اور مجھ سے پوچھنے لگا جانتے ہو کہ اس ڈول میں کیا ہے میں نے کہا کہ پتھروں کے چند ٹکڑے ہیں وہ میرے جواب پر ہنس پڑا اور پھر خود ہی بتانے لگا۔ کہ یہ بارودی سرنگیں ہیں جو دشمن مجاہدین کے راستوں پر پھینک جاتا ہے۔ مجاہدین بھی شروع شروع میں اسے پتھر کے ٹکڑے ہی سمجھتے تھے جو نہی کسی مجاہد کا اس پتھر کے ٹکڑے نما بارودی سرنگ پر پاؤں پڑتا یہ دھماکہ سے پھٹ جاتی ہے اس سے مجاہد یا تو شہید ہو جاتا ہے یا پھر اس سے مجاہد کے جسم کے بعض اعضا بالخصوص پاؤں یا ٹانگ ضائع ہو جاتی ہے اس کے جواب پر مجھے یاد آیا کہ جب چند دن پہلے پاک افغان بارڈر پر پہاڑی نالہ عبور کرنے کے بعد ہم نے افغان سرزمین پر قدم رکھا تھا تو مجاہدین کے اس قافلہ کے امیر نے ہمیں خاص طور پر ہدایت کی تھی کہ مجاہدین کے پیچھے پیچھے چلنا اور دائیں بائیں پاؤں نہ رکھنا کیونکہ دشمن راستوں پر ایسی مائنز پھینک جاتا ہے جو پتھروں سے ملتے جلتے ہیں اور عام راہ گیر اسے پہچان نہیں پاتا اور اس کا شکار ہو جاتا ہے ان بارودی سرنگوں نے شروع شروع میں افغان مجاہدین کو زیادہ ہی پریشان کیا

ہزاروں عورتیں بچے اور افغان مجاہدین ان بارودی سرنگوں کی وجہ سے شہید ہو گئے یا پھر اپاہج کیونکہ شروع میں مجاہدین کے پاس نہ تو مائنز ڈیٹیکٹر تھے اور نہ ہی مجاہدین انہیں ضائع کرنا جانتے تھے اور نہ ہی یہ پہچانا جاتی تھیں ڈبکی ہی کا واقعہ ہے کہ دشمن کے بعد زیادہ بارودی سرنگیں مجاہدین کے علاقوں پر پھینک دیں۔ جنہیں صاف کرنا بڑا مشکل تھا۔ ایک مجاہد نے بتایا کہ ہم بہت پریشان ہو گئے حاجی جلال الدین حقانی جو ہمارے کمانڈر ہیں کے ساتھ مل کر اللہ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا کو قبول فرمایا اور زبردست ڈالہ باری شروع ہو گئی اور اس طرح علاقہ سے تمام ایسی مائنز ختم ہو گئیں۔ بارودی سرنگوں کے بے شمار قسمیں اور شکلیں ہوتی ہیں۔ لیکن ان کی بڑی دو قسمیں ہی ہیں ایک انسان کی پیش قدمی روکنے کے لئے اور دوسری ٹینکوں اور گاڑیوں کو تباہ کرنے کے لئے۔ دشمن جہاں پتھر نما چھوٹی چھوٹی بارودی سرنگیں مجاہدین کے علاقہ پر پھینک جاتا ہے وہاں اس نے اپنی چوکیوں اور چھاؤنیوں کے ارد گرد ہر دو قسم کی سرنگوں کا جال بچھایا ہوا ہے اور مجاہدین آسانی سے ان کی کسی چوکی میں داخل نہیں ہو سکتے رات کے اندھیرے میں جب مجاہدین شب خون مارنے نکلتے ہیں تو ان کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ یہی بارودی سرنگوں کا بچھایا ہوا جال ہوتا ہے۔ ان پھاپہ مار کارروائیوں میں دشمن کی توپوں اور گنوں سے نکلے ہوئے گولے اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا یہ بارودی سرنگیں۔ ان بارودی سرنگوں کے بچھے ہوئے جال کی وجہ سے اگر کوئی افغان فوجی چھاؤنی سے بھاگنا چاہے تو اس کے لئے بھی بھاگنا مشکل ہو جاتا ہے وہاں ایسی بہت سی مثالیں سننے کو ملیں کہ فوجی چھاؤنی سے بھاگے اور ان بارودی سرنگوں کی نذر ہو گئے۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے اس لئے بھاگنے والے فوجیوں نے ان بارودی سرنگوں سے بچنے کے بھی کئی طریقے دریافت کر لئے۔

مجاہدین جب دشمن کی کسی چوکی کو فتح کرتے ہیں تو فتح کے بعد بھی بارودی سرنگوں کا زمین بچھایا ہوا جال مجاہدین کے لئے بعض اوقات بہت مہلک ثابت ہوتا ہے۔ وہیں ایک مجاہد خان ولی جس کی ایک ٹانگ کٹی ہوئی تھی اس نے بتایا کہ جس جگہ ہم نے مورچے بنائے تھے وہ چند دن پہلے ہم نے دشمن سے چھینی تھی ہم نے اپنے حساب سے پورا علاقہ بارودی سرنگوں سے صاف کر دیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود کہیں کہیں یہ سرنگیں رہ گئی۔ میں ایک دن توپ سے گولہ باری کر رہا تھا کہ گولہ چلانے کے بعد دوربین لے کر یہ دیکھنے کے لئے باہر نکلا کہ گولہ کہاں گرا ہے کہ میرا پاؤں ایک بارودی سرنگ پر آگیا اور میری ٹانگ ضائع ہو گئی دشمن کی طرح مجاہدین نے بھی اپنے علاقوں کی حفاظت کے لئے دشمن

کے راستوں پر بارودی سرنگیں بچھائی ہوئی ہیں اس طرح علاقہ دشمن کے قبضہ میں ہو یا مجاہدین کے کنٹرول میں کوئی انجانا راہ گیر ان علاقوں سے ان سرنگوں سے بچ کر نہیں گزر سکتا۔ لیکن مجاہدین کے پاس روسی فوج کی طرح پھٹکر کے ٹکڑے نما بارودی سرنگیں ہیں کہ وہ بھی ان سرنگوں کو دشمن کے علاقے میں پھینک سکیں اور نہ ہی ان کے پاس اتنی وافر مقدار ہے کہ وہ اپنے مورچوں کے ارد گرد ان بارودی سرنگوں کا دشمن کی طرح وسیع و عریض جال بچھا سکیں۔ عام بارودی سرنگیں تو لڑائی کا ایک حصہ ہوتا ہیں۔ مگر پھٹکر کے ٹکڑے نما سرنگیں پھینکنا جس سے نہ صرف انسان شکار ہوتے ہیں۔ بلکہ چوپائے بھی ان کی نذر ہو جاتے ہیں۔ یہ روس کی بیمارانہ سفاکی کی انتہا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روسی افغان فوج مجاہدین کو بے بس کرنے کے لئے جو دوسرے ہتھیار استعمال کر رہی ہے وہ کیمیائی ہتھیار ہیں اس میں زہریلی گیس سب سے زیادہ خطرناک ثابت ہوئی ہیں۔ صوبہ لوگر کے ایک کمانڈر نے اپنے ایک انٹرویو میں بتایا کہ روسی فوج نے شادخان نامی گاؤں میں ایک خوشبودار زہریلی گیس استعمال کی یہ اس قدر مہلک اور زود اثر تھی کہ دو منٹ کے اندر اندر انسان موت کے نیند سو جاتا تھا اس گاؤں میں اس گیس سے ۶۰ سے زیادہ مجاہدین شہید ہوتے ایک اور قسم کی گیس کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اس سے انسانی گوشت کا رنگ کالا پڑ جاتا ہے اور مرنے کے بعد مرنے والے کی اٹھانا اور اسے دفنانا سب مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے۔ اٹھانے سے بدن کے حصے الگ الگ ہو جاتے ہیں یہ صرف دو قسم کی زہریلی گیس افغانستان میں نہیں آزمائی گئیں بلکہ کئی اور قسم کی اذیت دینے والی گیسیں بھی دشمن نے آزمائی ہیں مجاہدین کے پاس ان زہریلی گیسوں کا کوئی توڑ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اکثر مجاہدین کی اس طرح مدد کی کہ تیز آندھی آئی اور گیس کے اثرات مجاہدین کی مخالف سمت میں لے گئی یا پھر زبردست بارش ہو گئی اور گیس اپنے زہریلے اثرات کھو بیٹھی کیمیائی ہتھیاروں میں سب سے زیادہ اذیت ناک کھجلی پیدا کرنے والے بموں کا ذکر سننے میں آیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تیسرا سب سے زیادہ خطرناک ہتھیار جو روس نے افغان قوم کو دہشت زدہ کرنے کے لئے آزمایا ہے وہ ہے بارودی کھلونے جنہیں کھلونا بم بھی کہتے ہیں۔ جان بیرن نے اپنے مضمون میں جو اس سال کے اوائل میں ریڈرز ڈائجسٹ" میں شائع ہوا بیان کیا ہے کہ" نغرین جان جو دس برس کا ایک لڑکا ہے پہاڑی چراگاہ میں بھیڑ بکریوں کا ایک

افغانستان میں دشمن سے برسرپیکار جیالے مجاہدوں نے کابل انتظامیہ کی جنگ بندی اور قومی مصالحتی پیش کش کو ٹھکرا کر اسے ایک نیرنگ قرار دیا ہے۔

حاجی میدان کے دلیر کمانڈر جناب صاحبزادہ صاحب دشمن کی صف سے فرار ہو کر آنے والے فوجیوں کو اپنے گرم آغوش میں لے رہے ہیں۔

ریاڈ چرا رہا تھا۔ کہ اس نے گھاس میں سفید رنگ کی ایک چمکتی ہوئی چیز دیکھی جیسے جواہرات کا کوئی بکس ہو نعرین جان نے جونہی اسے اٹھایا وہ دھماکے سے پھٹ گیا اور نعرین جان بے ہوش ہو کر گر پڑا اس کا بایاں ہاتھ دھماکے سے ریزہ ریزہ ہو گیا اور دایاں ہاتھ کی بھی صرف چھوٹی شہادت کی انگلی سلامت بچی۔ جان یرن نے اپنے مضمون میں ایک اور واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک سات سالہ بچے نے کشمری بکس پڑا ہوا دیکھا اس نے جونہی اٹھایا وہ دھماکے سے پھٹ گیا اور بچہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپاہج ہو گیا اسی طرح ایک اور بارہ سال کا لڑکا اپنے ہاتھ کی تین انگلیاں ضائع کر بیٹھا اس لڑکے کے راستے میں پڑا ہوا خوبصورت قلم دیکھا جونہی اٹھایا دھماکہ ہوا اور ہاتھ کی تین انگلیاں ضائع ہو گئیں اس سے ملتا جلتا ایک واقعہ رحیم یار صاحب نے جہاد دینر جنوری، فروری ۱۹۸۴ء کے شمارہ میں بیان کیا ہے وہ بتاتے ہیں کہ میں نے افغان مرجینسی ہسپتال پشاور میں ایک بوڑھی عورت کو شدید زخمی حالت میں دیکھا تو میرا خیال تھا کہ شاید اپنے مکان کی چھت سے گر کر زخمی ہو گئی ہو مگر اس عورت نے بتایا کہ اس کا کوئی مکان نہیں جس کی چھت سے گر کر زخمی ہوئی ہوں تو اپنے تین جوان بیٹوں اور خاوند کے ساتھ خیمہ میں رہتی تھی اور ہمارے پاس چار سو بکریوں کا ریوڑ تھا۔ جس کی رکھوالی میرے بیٹے کرتے تھے کہ ایک دن مجاہدین نے دشمن کا ایک ہیلی کاپٹر جس میں روسی کے بڑے بڑے افسر سوار تھے گرا لیا تو دشمن نے انتقامی طور پر ارد گرد کے دیہاتوں پر اندھا دھند بمباری کی۔ جس کے نتیجہ میں سینکڑوں عورتوں، مردوں اور بچوں کے ساتھ میرے تین بیٹے بھی شہید ہو گئے۔

یہ بارودی کھلونے یا کھلونا بم معصوم افغان بچوں کو ہلاک اور اپاہج کرنے کے لئے انتہائی سفاک اور شیطانی روسی ہتھیار ہے یہ بارودی کھلونے جو چھوٹے چھوٹے ٹرکوں ہوائی جہازوں، گیندوں، گھڑیوں اور پلاسٹک کی شکل کے ہوتے ہیں ان کا بڑا مقصد افغان قوم کے بچوں کو اپاہج کر کے دہشت زدہ کرنا ہے تاکہ وہ بڑے ہو کر روس کے خلاف آزادی کی جنگ میں حصہ نہ لے سکیں۔

جان یرن اپنے مضمون میں لکھتا ہے۔ "کوئی نہیں جانتا کہ یہ بارودی کھلونے کتنے بچوں کی جانیں لے چکے ہیں اور ان سے کتنے بچے اپاہج ہو چکے ہیں اقوام متحدہ کے کمیشن برائے حقوق انسانی اور بے شمار غیر ملکی افغان ڈاکٹروں کی شہادت سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے اپاہج ہونے والے بچوں کی تعداد ہزاروں میں ہے پشاور شہر میں ابن سینا ایک بہت چھوٹا سا ہسپتال ہے 1985 کی پہلی سہ ماہی میں وہاں ایسے پندرہ بچے لائے گئے جن کے ہاتھ یا پاؤں ان بارودی کھلونوں کی نذر ہو چکے تھے دوسرے بڑے بڑے ہسپتالوں میں کتنے بچے لائے گئے ان کی تعداد کا کوئی اندازہ نہیں" یاد رہے کہ صوبہ سرحد کے ساتھ افغانستان کے ۲۹ صوبوں میں سے صرف چار کی سرحد ملتی ہے۔

جدید ترین اسلحہ اور ظلم کے نئے نئے تجربات کے باوجود روس نہ تو افغانوں کے حوصلے پست کر سکا ہے اور نہ ہی افغانستان میں اپنے پاؤں جمانے میں کامیاب ہو سکا ہے۔

اس کے برعکس افغان مجاہدین کے حوصلے بلند ہیں اور وہ دن دور نہیں، جب روسی فوجیں ذلیل و خوار ہو کر افغان سرزمین سے مکمل طور پر نکل جانے پر مجبور ہو جائیں گی اور انشاء اللہ ایک بار پھر افغانستان میں اسلام کا جھنڈا لہرائے گا۔

اداریہ

آپ نہیں، لیکن ہم اپنے دشمن کے شیطانی کرتبوں سے واقف ہیں

افغانستان کے اسلامی جہاد، یا بہ الفاظ دیگر حق و باطل کے اس طویل معرکے اور افغانی ضمیر کو خراجِ غلامی سے جگانے والی جدوجہد نے پورے آٹھ سال کا عرصہ نہایت پامردی سے گزارا۔ افغان مسلمان قوم نے اس مدت میں ایک خالص مقصد کے لیے جن صعوبتوں، کلفتوں اور تکالیف کا جس جوانمردی سے سامنا کیا وہ اظہر من الشمس ہے۔ بچاس لاکھ کے قریب افغان اپنی مذہبی اور جغرافیائی حدود کے تحفظ کی خاطر اپنا گھر بار، دھرتی اور دیگر اثاثہ چھوڑ کر وطنِ عزیز کی آزادی اور اسلام کی سربلندی کی خاطر اپنے ہمسایہ اسلامی ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہوگئے۔

گیارہ لاکھ سے زائد نوجوان، بوڑھے، بچے، مرد و عورت دنیا کی سب سے زیادہ طاقتور فوجی قوت سے ٹکرے کر آزادی کی دیوی کو اپنے سروں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں۔ ان گنت بچے، مجاہدین اور افغانستان کی اسلامی سرزمین کے دیگر بسنے والے کھلونا نما بموں کے پھٹنے سے متاثر ہو کر اپنے قیمتی جاندار کے مختلف حصوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن ان تمام المناک، دردناک، انسان سوز مظالم اور اندوہناک واقعات اور حالات کے باوجود نہ صرف افغان مجاہدین اور جری قوم کے بلند حوصلوں میں کوئی لغزش رونما نہیں ہوئی بلکہ ان کی شجاعت، مردانگی اور ہمت میں روز اول کی نسبت کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ اس غیور و مومن قوم نے سیاسی محاذ پر بھی بزدل دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور اُسے شکست فاش سے دوچار کر دیا۔ لیکن مکار دشمن نے جب بھی کسی محاذ پر شکست کھائی ہے تو اپنی خفت کو مٹانے کے لیے جیالے مجاہدوں کے خلاف دوسرے محاذوں کے کھولنے کا سہارا لیا ہے۔ اور ہر جگہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اس نے اپنے داخلی و خارجی ایجنٹوں سے بھی کام لیا ہے۔

ان آٹھ سالوں کے دوران روسی لاطینی نے جنگی آزادی لڑنے والے افغان مجاہدین و مہاجرین کے خلاف مختلف قسم کے زہریلے پروپیگنڈے کئے اور ہر نوع کے ہتھکنڈے استعمال کر کے یہ کوشش کی کہ افغان مجاہدین و مہاجرین کو دنیا والوں اور خاص طور پر پاکستان کے مقامی باشندوں کی نظروں میں ان کے بے خطر ناک ثابت کریں۔ مقامی باشندوں کو مہاجرین کے

قافلۂ شہداء

خلیل اللہ شہید نمبر ۲۳

عنایت اختر کے جواں سال بیٹے خلیل اللہ ۱۹۶۲ میں صوبہ لوگر کے سیداں نامی گاؤں کے ایک متقی و پرہیزگار گھرانے میں پیدا ہوئے سات سال کی عمر میں انہیں سکول میں داخل کر دیا گیا ابھی وہ ایف اے ہی کر رہے تھے کہ افغانستان میں کمیونسٹ انقلاب آگیا اور افغان عوام غلامی کی زنجیروں میں جکڑی جانے لگی

خلیل اللہ موصوف نے تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور جہاد میں شامل ہو گئے ۱۹۸۵ء میں ایک دفعہ روسی اور کابل انتظامیہ کی فوجیوں نے کلنگار کو اپنے محاصرہ میں لے کر تلاشی شروع کر دی۔

خلیل اللہ اپنے چند ساتھیوں سمیت دشمن پر ٹوٹ پڑا اور ایک گھنٹہ کی خونیں لڑائی کے بعد آٹھ روسی دکاریلی فوجیوں کو جہنم رسید کر کے ان کے کئی ٹینکوں کو تباہ کر دیا روسیوں نے اس علاقے میں بارودی سرنگیں بچھا دی تھیں جب خلیل اللہ کو بارودی سرنگوں کے بارے میں اطلاع ملی تو اس نے فوراً ان سرنگوں کو ختم کرنے کے لئے ارادہ کیا تاکہ وہ اپنے ساتھیوں کو اس خطرے سے بچا سکے ابھی وہ بارودی سرنگوں کی تلاش میں سرگرم تھا کہ اچانک ایک سرنگ پھٹ گئی اور خلیل اللہ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔

شہید شہاب الدین

شہید شہاب الدین ولد محمد حسن ۱۹۶۶ء میں صوبہ کنڑ ضلع ڈویژن آسمار دانگام قصبہ کے ایک دیندار، محب وطن اور علم پرور گھرانے میں پیدا ہوئے ۱۹۷۸ میں جونہی انقلاب لوڑ کی کالی گھٹائیں افغانستان کی فضا پر چھا گئی اور ہر طرف کفر و اکاد کا اندھیرا چھانے لگا تو اس مرد حق نے اپنی ایمانی ذمہ داری کو نبھانے کے لئے بندوق اٹھائی اور میدان جہاد میں کود پڑا ایک طویل عرصہ دشمن کے لئے قہر ساماں بنا رہا۔ کئی معرکوں میں دشمن کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر کے ان سے بھاری اسلحہ چھینا اور باطل کے سر کے بیں وہ صف اول کے مجاہد تھے۔

آخر کار شہید شہاب الدین دشمن کی ایک بے رحم گولی اپنے سینے پر کھا کر زمین بوس ہوئے اور اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر گئے۔

شہید زلمی

جناب سیف کے جواں سال فرزند شہید زلمی نے آج سے ۱۸ سال قبل صوبہ سمنگان کے ایک شریف

شہید نوشیر خان

شہید نوشیر خان ولد سید حسن خان نے ۱۹۵۸ء میں صوبہ کنڑ کے سب ڈویژن آسمار کے دانگام نامی قصبے کے ایک شریف اور متقی گھرانے میں آنکھ کھولی جونہی افغانستان میں روسی کمیونسٹ انقلاب آیا۔ اور افغان عوام نے مسلحانہ قیام کا آغاز کیا تو یہ مرد مومن اور دیندار گھرانے میں آنکھ کھولی والدین کی نیک تربیت کے باعث وہ بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ ایف اے کرنے کے بعد افغانستان میں نام نہاد انقلاب ثور رونما ہوا۔ تو انہوں نے دنیوی کاموں میں منہ موڑ اور جہاد فی سبیل اللہ میں شمولیت حاصل کر لی۔ ایک طویل عرصے تک جہاد کے گرم محاذوں میں دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرتا رہا آخر کار شہید نظام الدین کمانڈر کی شہادت کے بعد انہیں کمانڈر کی ذمہ داری سونپی گئی انہوں نے اپنی یہ دینی ذمہ داری بہ وجہ احسن انجام دی۔

آخر کار ۱۹۸۶ میں وہ ایک وفد پاکستان آئے اور کچھ ایام توقف کے بعد وہ واپس افغانستان جا رہے تھے کہ صوبہ پکتیکا کے بابرخیل نامی علاقے میں روسی دشمن نے ان پر گھات لگا کر حملہ کر دیا اور وہ جناب اپنے (۱۳) مجاہد بھائیوں سمیت جام شہادت نوش کر گئے

دوسرے مجاہدوں سے پیچھے نہ رہا بندوق اٹھائی اور میدان جہاد میں کود پڑا دشمن کے کئی ٹھکانوں پر تابڑ توڑ حملے کر کے انہیں بھاری جانی ومالی نقصان پہنچایا ہر محاذ پر کامیابی نے ان کے قدم چومے آخر کار ۱۹۸۶ء میں جب روسی اور کابل انتظامیہ کی فوج نے دانگام نامی علاقے کو اپنے محاصرے میں لے لیا اور یہاں کے عوام پر بے تحاشا مظالم ڈھانے لگے تو اس مرد حق نے اپنے ساتھیوں سمیت دشمن پر ہلہ بول دیا

اس خونریز لڑائی میں درجنوں روسی وکارمل فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر خود بھی اپنے دو بھائیوں سمیت جام شہادت نوش کر گئے۔

شہید سیلو جان

شہید سیلو جان ولد ملک احمد جان ۱۹۵۶ء میں صوبہ غزنی کے ایک مسلمان اور دیندار گھرنے میں تولد ہوئے۔ ابتدائی دینی تعلیم اپنے علاقے کے علماء کرام سے سیکھی وہ ایک پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ انسان تھے ۱۹۷۷ میں فوج میں بھرتی ہوئے اور ۱۹۷۸ میں ہونے انقلاب نور رونما ہوا تو انہوں نے لڑکری چھوڑ دی اور مجاہدین اسلام سے آملے ایک طویل عرصے تک انتھک جہاد سلمانہ کیا ۱۹۸۲ میں وہ اپنے مجاہدین کے کمانڈر مقرر ہوئے انہوں نے کئی معرکوں میں حصہ لیا اور ہر محاذ پر دشمن کو بھاری مالی وجانی نقصان پہنچایا۔

۸ ستمبر ۱۹۸۶ کو انہوں نے حکومت کی ایک فوجی چھاؤنی پر حملہ کیا شہید موصوف ایک گوریلا جنگ کے ماہر اور راکٹ چلانے میں طاق تھے آخر کار ایک خونیں حادثے میں وہ دشمن کی ایک بے رحم گولی کا نشانہ بنے اور اپنے دو مجاہد بھائیوں سمیت ہو گئے۔

شہید شاہ محمود

جناب سیف اللہ خان کے صاحبزادے شہید شاہ محمود (۱۹۵۶) میں صوبہ کنڑ کے درنگام نامی قصبے کے ایک دیندار اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے والدین کی نیک تربیت کے باعث وہ بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے جب افغانستان کی پاک زمین پر کفر والحاد کے اندھیرے امنڈ آئے تو اس مرد مجاہد نے دنیوی کاموں سے منہ موڑا اور مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا کئی معرکوں میں شاندار کامیابیاں حاصل کر کے دشمن سے بھاری اسلحہ چھینا آخر کار ایک طویل مدت دشمن کے لئے قہرساماں بننے کے بعد (۱۹۸۵ء) ماہ مبارک رمضان کے دنوں میں دشمن کے ایک خونیں معرکے میں جام شہادت نوش کر گئے۔

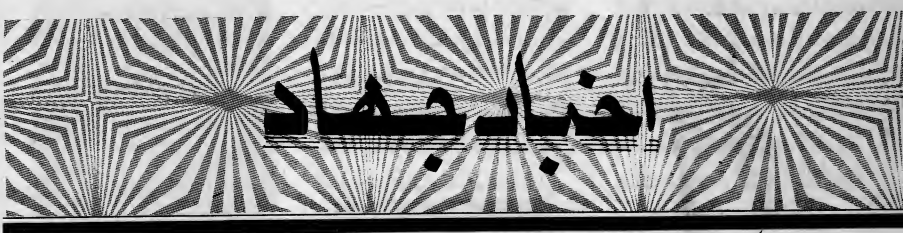

ایک رُوسی ٹینک تباہ

چھ رُوسی کابل فوجی ہلاک

ایک تازہ ترین اطلاع کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان سے منسلک جگدلک نامی فرنٹ کے مجاہدین نے ۲۶ فروری کو کابل جلال آباد شاہراہ کے درگھر تھانہ نامی علاقہ میں موجود ایک فوجی چوکی پر اچانک حملہ کر کے دشمن کے ایک ٹینک کو تباہ کر دیا اطلاع کے مطابق مجاہدین اور فوجی افراد کے درمیان یہ لڑائی مطابق صبح دس بجے سے شروع ہو کر شام تک جاری رہی جنگ کے دوران چوکی کی عملہ کے ۶ افراد ہلاک کر دیئے گئے جبکہ چوکی کی عمارت کو شدید نقصان پہنچا تاہم مجاہدین اللہ فضل وکرم سے صحیح سلامت اپنے ٹھکانوں میں لوٹ گئے رہی

اندخوی میں مجاہدین کی کامیاب کارروائی

۵۹ رُوسی کابل فوجی ہلاک، ۳۲ عدد اسلحہ پر قبضہ اور دو ٹرک تباہ کر دیئے گئے

۱۳ فروری، مشعل ریلوے ٹرانسپورٹ سرحد پار سے پہنچنے والے اطلاعات کے مطابق صوبہ فاریاب سب ڈویژن اندخوی کے جمعیت اسلامی افغانستان کے مقامی غیور اور مومن مجاہدین نے ۸ جنوری ۱۹۸۷ء کو ایک قریبی پوسٹ پر کامیاب حملہ کر دیا حملے کے دوران دو ملٹری ۵ فریق دو مجاہدین اور دھری ملیشائی افراد کے درمیان شدید جھڑپ واقع ہوا جو مسلسل چار گھنٹے تک جاری رہا اور بعد کے نتیجے میں پوسٹ کے تین دیوار میں اڑا دیئے گئے اور پوسٹ مجاہدین کے ہاتھ فتح کیا گیا جنگ کے دوران ۲۱ روسی کابل فوجی ہلاک اور دیگر ۱۰ ملیشائی افراد زندہ گرفتار کر لئے گئے ہیں

اطلاع میں مزید کہا گیا ہے کہ مجاہدین راہ حق نے مختلف النوع ۳۰ عدد اسلحہ کو دشمن سے چھینا جبکہ ۱۲۰۰ سو گولیاں بھی مجاہدین کے ہاتھ لگیں اس کامیاب کارروائی کے دوران ۲ مجاہدین بھائی زخمی ہو گئے۔

ایک اور اطلاع کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے جیالے مجاہدین نے ۹ فروری ۱۹۸۷ء کو ایک روسی فوجی قافلہ جو آفینہ بندر کو عبور کر کے اندخوی کے مرکز کی طرف آ رہا تھا پہلے سے گھات لگا کر اس پر حملہ کر دیا فریقین کے درمیان تین گھنٹے تک لڑائی جاری رہی جس کے نتیجے میں دشمن کے ۴۸ فوجی ہلاک اور دو ٹرک نذر آتش کر دیئے گئے جبکہ ایک بکتر بند گاڑی کو شدید نقصان پہنچا مجاہدین راہ حق نے غنیمت کے طور پر ۲ کلاشنکوف پر بھی قبضہ کر لیا لڑائی کے دوران ایک مجاہد بھائی عبدالرشید نامی شہادت کے اعلیٰ مقام کو پا گیا اور دیگر ۲ مجاہدین زخمی ہوئے۔

صوبہ ہرات میں

مجاہدین اسلام اور کابل سوویت فوجیوں کے درمیان خونریز جھڑپیں

صوبہ ہرات سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے مومن مجاہدین نے ۵ جنوری کو کمر بند نمبر ۲ نامی شہری حفاظتی چوکی پر یلغار کی جس کے نتیجہ میں چار روسی اور گیارہ کابل انتظامیہ فوجی ہلاک کر دیئے گئے اس کے علاوہ دشمن کے چار ٹینک اور ۲ موٹر گاڑی کو تباہ کر دیا گیا تاہم ۲ مجاہد شہید اور ایک زخمی ہو گیا۔

مجاہدین کی کامیاب چھاپہ مار کاروائیوں کے دوران ۶۲ روسی فوجی ہلاک، ۸ ٹینک تباہ

افغانستان کے مختلف صوبوں میں مجاہدین اور کابل روسی فوجیوں کے درمیان لڑائی میں روز بروز شدت اختیار کر رہی ہے۔

افغانستان سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے جیالے اور غیور مجاہدین نے کمانڈر ملاقیب اللہ (اخندزادہ) کی قیادت میں دو ماہ قبل قندہار شہر میں حکمران پرچم پارٹی کے جلسہ گاہ کے مرکز پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں ۲۵ فوجی ہلاک اور ایک ٹینک نذر آتش کر دیا۔

اسی تاریخ کو علاقہ دشت نالی میں موجود فوجی گودام کو اپنا نشانہ بنا کر ڈپو میں موجود جنگی سامان کو بھاری نقصان پہنچایا جبکہ ایک وائرلیس سیٹ کو ناکارہ بنا دیا گیا ہے

جمعیت اسلامی افغانستان کے کمانڈر مجاہدین نے مذکورہ کارروائی کی ایک دن بعد ضلع ارغنداب میں کامیاب چھاپہ مار کارروائی کر کے روسی کابل حکومت کی ۴ موٹر گاڑیاں کو تباہ کر کے ۱۲ روسی کابل فوجیوں کو جہنم رسید کیا ۱۷ فوجی ہلاک کر دیئے

ایک ہاوان توپ، ایک راکٹ لانچر اور بڑی مقدار میں گولہ بارود غنیمت کے طور پر مجاہدین کے ہاتھ لگ گئے۔

سرحدی علاقے قمرالدین کاریز نامی گاؤں کی چھاپہ مار کاروائی

جمعیت اسلامی کے دلیر مجاہدوں نے اچانک دشمن کے ایک ٹولے پر حملہ کر کے ان کے ۴ افسروں کو ہلاک اور دو بچہ ۴۴ افراد جن میں فوجی افسر شامل ہیں زندہ گرفتار کر لیا جنگ کے دوران مجاہدین کو ایک وائرلیس سیٹ اور ۴ عدد کلاشنکوف رائفلیں غنیمت کے طور پر ملیں اس جنگ میں صرف ایک مجاہد زخمی ہوا اور باقی صحیح سلامت اپنے ٹھکانوں کی طرف لوٹ آئے۔

صوبہ فاریاب کے سنٹرل جیل پر مجاہدین کا کامیاب حملہ،

باوثوق اطلاعات کے مطابق سرکیف مجاہدین اسلام نے جناب کی نذر محذوم عطیت اللہ کی قیادت میں سال رواں کے دوران متذکرہ جیل پر حملہ کیا۔ جس کے نتیجے میں دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ آٹھ قیدی جو ۲۵، ۲۰ یا عمر قید کی بھگت رہے تھے انہیں رہا کرایا۔

۲ فوجی اپنی چار کلاشنکوف اور ایک مخفی گن کے ذریعہ مجاہدین سے آملے اس کامیاب حملے کے صلے میں قیدیوں کے لواحقین نے مجاہدین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور ان کی مزید کامیابی کے لئے دعا کی۔ ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے دشمن کے ایک فوجی قافلے پر حملہ کر کے انہیں

مجاہدین کی گوریلا جنگ کے نتیجے میں دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا

صوبہ کندز سے موصولہ اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ سال رواں کے دوران جمعیت اسلامی افغانستان کے جیالے مجاہدین اور کابل سوویت فوجیوں کے درمیان شیر خان بندر کے قریب (تمہ) نامی گاؤں میں ایک خونریز لڑائی ہوئی۔ بارہ گھنٹے کی اس طویل لڑائی کے نتیجہ میں دشمن کے چار ٹینک ایک مسافر گاڑی تباہ ۱۰ کابل انتظامیہ فوجی اور روسی فوجی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے جبکہ دو ملیشا افراد اپنے اسلحہ سمیت مجاہدین سے آملے اس جنگ کے دوران تین مجاہدوں کو شدید چوٹ آئی۔

ایک اور حملہ کے دوران دشمن کے ۶ مزدور فوجی ہلاک اور ۴ ملیشا افراد زندہ گرفتار کئے گئے جو بعد میں اپنے کیفر اعمال کو پہنچ گئے۔ تاہم ایک مجاہد شہید اور ۴ شدید زخمی ہو گئے

مجاہدین راہ حق نے سالنگ میں ایک مگ طیارہ اور ۳ ہیلی کاپٹر گرا لیے ۶۳ روسی فوجیوں کو ہلاک کر دیا گیا

موصولہ اطلاعات کے مطابق صوبہ پروان کے سالنگ فرنٹ کے ایمانی قوت سے سرشار مجاہدین اور روسی فوجیوں کے درمیان ماہ دسمبر ۱۹۸۶ء کو پہلے ہفتے میں شدید لڑائی ہوئی جس کے نتیجہ میں دشمن کے ایک مگ طیارہ اور ۳ ہیلی کاپٹر مار گرا لئے گئے جبکہ ۶۳ روسی فوجی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے

اطلاع میں مزید کہا گیا ہے کہ یہ لڑائی ۴۸ گھنٹے جاری رہی اس جنگ کے دوران ۲ مجاہد، ۸۰ سکونتی مکانات تباہ، ۳ مجاہدین زخمی اور ۲ مجاہد شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے

تا روز مار کر دیا ۴ گھنٹے کی خونریز جنگ کے دوران دشمن کے ۱۳ سپاہی ہلاک اور ۲۵ زخمی ہوئے بھاری مقدار میں گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ لگا تاہم اس لڑائی کے دوران ایک مجاہد شہید ہو گیا

سالِ رواں کے دوران مجاہدین کی ۳۲ شاندار کامیابیاں

صوبہ پروان اور کاپیسا کے جمعیت اسلامی افغانستان کے اطلاعاتی نمائندہ نے اپنے بیان میں خبر دی ہے کہ سال رواں کے دوران متذکرہ صوبوں کے حیالے سے سرکپ مجاہدوں نے بیس مرتبہ دشمن کے اہم چوکیوں پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں دشمن کے ۲۵ فوجی وصلِ جہنم ۵۰ زندہ گرفتار اور ۵۵ عدد مختلف رائفلیں مجاہدین کے ہاتھ لگیں درد دشمن کی کئی بکتر بند گاڑیاں اور ٹینک تباہ ہو گئے۔

صوبہ پکتیا میں مجاہدین کی چھاپہ مار کارروائی

جمعیت اسلامی کا اطلاعاتی نمائندہ صوبہ ہرات سے اطلاع دیتا ہے کہ ۲۱ نومبر ۱۹۸۶ کو مجاہدین اسلام نے دشمن کی کمر بند نمبر ۲ فوجی چھاؤنی پر حملہ کر کے ان کے چار فوجی اڈوں کو بالکل تباہ اور ۲ ٹینک نذر آتش کر دیئے ٹینک میں سوار سبھی فوجی جہنم رسید ہوئے اور ۲۰ پیدل فوجی شدید زخمی ہوئے۔

جنگ کے دوسرا ہی بعد دشمن کے لڑاکا جہازوں نے مجاہدین کے ٹھکانوں پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں ۲ مجاہد شہید ہو گئے۔

نمائندہ اطلاعاتی نے مزید بتایا ہے کہ گذشتہ ۲۶ نومبر ۱۹۸۶ کو کرد و پیاز کی نامی علاقے کے حضرت بلالؓ اور حضرت حمزہؓ نامی محاذوں کو اپنے ہوائی حملوں کا نشانہ بنایا مجاہدین کی جوابی کارروائی میں دشمن کا ایک مگ جہاز ۲۷ طیارہ نزمین بوس ہوا اس طرح مجاہدین اسلام کے ایک اور کامیاب ایریشن میں جو پشتون زرغون نامی علاقے میں دشمن کی فوجی چھاؤنی پر انجام پائی ۴ روسی فوجی ہلاک ہو گئے۔

مجاہدین نے برکوٹ میں ۸ فوجی چھاؤنیوں کو فتح کیا، ۲۰ ملیشائی افراد گرفتار، ایک ملیشیائی کمانڈر ہلاک

افغانستان کے صوبہ کنڑ میں تاخیر سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی اور حزب اسلامی کے جیالے مجاہدین نے کمانڈر محمد غازی خان کی قیادت میں ۲۹ دسمبر ۱۹۸۶ کی رات کو متحدانہ طور پر برکوٹ پر حملہ روسی کابل فوجیوں کی قبضہ میں ہے حملہ کر کے نمبر ۱ اور نمبر ۴ سیبن نمرنا می فوجی چھاؤنیوں کو فتح کیا یہ حملہ صبح کے ۴ بجے تک دوام پایا جس کے نتیجے میں ۶۰ روسی کارمل ملیشائی افراد زندہ گرفتار کر لئے گئے جبکہ ایک ملیشائی کمانڈر ہلاک کر دیا گیا تاہم مقابلے کے دوران ۱۷ مجاہدین شہید اور دیگر ۱۴ مجاہدین زخمی ہوئے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ دشمن نے انتقامی کارروائی کے طور پر ۸ جٹ طیاروں اور ۴۰ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے سارے علاقے پر بم برسائے جس کے نتیجے میں ۲ مجاہد شہید ہو گئے۔

کابل کے عزت خیل نامی علاقہ میں دشمن کے ۲ ٹینک تباہ

۱۹ روسی غلام فوجی ہلاک، ۱۰ افراد زخمی

دیر سے موصول ہونے والی اطلاعات کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کوہستان فرنٹ کے سرفروش مجاہدین نے گذشتہ سال کے اواخر میں ایک کامیاب کارروائی کے حزب اسلامی افغانستان سے منسلک ایک گروپ مجاہدین کو دشمن کے محاصرہ سے نجات دلائی۔

تفصیلات کے مطابق روسی کابل فوجیوں نے حزب اسلامی کے ایک گروپ مجاہدین کو عزت خیل نامی گاؤں میں اپنے گھیرے میں لے لیا۔

اطلاع ملنے پر جمعیت اسلامی افغانستان کے خیر خان خیل کوہستان اور گلبہار فرنٹ کے مجاہدین ان کی مدد کے لئے وہاں گئے مجاہدین کے عزت خیل نامی گاؤں پہنچنے پر مجاہدین اور حکومتی فورس کے درمیان شدید لڑائی کا آغاز ہوا ۱۲ گھنٹے تک لڑائی جاری رہی جس کے نتیجے میں حزب اسلامی کے مجاہدین کے گھیرے سے نجات دلائی گئی۔

لڑائی کے دوران اسلامی کے مجاہدوں میں سے صرف ایک مجاہد شہید ہوا اور ۳ مجاہدین زخمی ہوئے جبکہ ۱۷ روسی مزدور فوجی ہلاک اور ۱۰ افراد شدید زخمی کر دیئے گئے دو ٹینک اور ایک موٹر گاڑی نذر آتش کر دی گئی۔ ایک اور اطلاع کے مطابق شیر خان خیل فرنٹ کے نڈر مجاہدوں نے ایک کامیاب چھاپہ مار کارروائی کے نتیجے میں دشمن کے ۲ فوجی قتل کئے گئے جب کہ ۲ شدید زخمی ہوئے

ہمارا نعرہ

- اللہ کی رضا، ہمارا مقصد
- حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)، ہمارے رہبر
- قرآن ہمارا قانون
- جہاد فی سبیل اللہ ہمارا راستہ
- اللہ کی راہ میں شہادت ہماری بہترین تمنّا ہے

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا رُوسی سامراج کی یلغار
اور ظُلم کے واسطے ہجرت پر مجبُور ہو کر پریشانی اور
غُربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور
ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین
کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ
اسلامی کا احیاء

خلاف بھڑکائیں۔ اور اس طرح اپنی زہریلی تبلیغات کے ذریعے مہاجر و انصار کے درمیان اختلاف اور دشمنی کا بیج بوئے، لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جب ان کے یہ ہتھکنڈے کارآمد ثابت نہ ہوئے اور ان کے سارے نشانے خطا ہوئے تو روسی ایجنٹوں اور حلقہ بگوش غلاموں نے پروپیگنڈے کے ایک اور حربے کو استعمال کرنا شروع کیا۔ اپنے اس دوسرے حربے میں یہ لوگ اڑی چوٹی کا زور لگا کر پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ یہ پاکستان اور افغان مجاہدین کے راہنما افغانستان کے موجودہ مسئلہ کے حل کے خواہاں نہیں۔ جبکہ دوسری جانب خود روس اور کابل میں ان کی کٹھ پتلی حکومت اس مسئلے کے حل کے خواہاں ہیں۔ اس کے علاوہ جب جارح و غاصب روسی سامراج نے اپنی مجبوری کی وجہ سے، اپنے ایجنٹ ڈاکٹر نجیب کی وساطت سے قومی مصالحت کا نعرہ بلند کیا اور مجاہدین کے ساتھ یک طرفہ جنگ بندی کا اعلان کروایا۔ تو روسی لالچ کے یہ دلال ایک بار پھر انسان ہو کا سودا کرنے کی غرض سے متحرک ہوئے۔ اور پہلے سے کہیں زیادہ مجاہدین اور مہاجرین کے خلاف روس اور اس کے ایجنٹ ڈاکٹر نجیب کے حق میں پراپیگنڈے کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا۔ چنانچہ روسی ایجنٹ ڈاکٹر نجیب کے صلح کی فریب کارانہ پیشکش کو بنیاد بنا کر روس کے ان بیرونی ایجنٹوں نے مجاہدین کو درغلانے کی مجرمانہ کوششیں کیں۔ لیکن اس پیشکش کی سیاہی ابھی سوکھی بھی نہیں تھی۔ کہ روس اور افغانستان میں اس کی کٹھ پتلی حکومت کے منافقت کے چہرے اپنے اصلی روپ میں سامنے آگئے۔ عین اسی وقت جب جنیوا میں افغان کٹھ پتلی انتظامیہ کے نمائندے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وفد کے درمیان بالواسطہ طور پر جو مذاکرات جاری ہیں۔

روسی ایجنٹ حکومت کے طیاروں نے پاکستان کے فضائی حدود میں گھس کر شمالی وزیرستان پر بمباری کی۔ یہ بلاجواز اور غیر انسانی عمل مسلسل دو دن تک جاری رہا اور افغان مہاجرین کی خیمہ بستیوں اور پاکستان کے متعدد سرحدی دیہات پر بے تحاشا بمباری کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ اس غیر انسانی بے رحمانہ اور ظالمانہ عمل کے نتیجے میں سو سے زیادہ بے گناہ اور نہتے افراد لقمۂ اجل بن گئے جبکہ تیس سو کے قریب شدید زخمی حالت میں متعدد ہسپتالوں میں منتقل کر دیئے گئے۔ جن کی حالت نہایت نازک بتائی گئی ہے۔

مذاکرات کے ایک ایسے نازک مرحلے میں روس اور کابل انتظامیہ کی طرف سے ظلم، وحشت اور طاقت کا سفاکانہ طریقے سے مظاہرہ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ بات چیت کے ذریعہ افغان مسئلے کے حل کے بارے میں روسی پالیسی کی بنیاد جھوٹ اور منافقت کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

اس لیے اگر غور سے دیکھا جائے اور حقیقت پسندی سے کام لیا جائے تو کسی شک و تردید کے بغیر یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ خود روس اور کابل میں کمیونسٹ حکمران اپنے کہنے میں صادق نہیں ہیں۔ ان کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے کہ بالواسطہ بات چیت کے موقع پر ہر بار وہ نہ صرف افغان مجاہدین کے خلاف نوجہ کارروائیوں میں شدت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ بلکہ پاکستانی فضائی حدود کی کسی نہ کسی طرح غلاف ورزی کا بھی مرتکب ہو جاتے ہیں۔ تاکہ بات چیت مؤثر اور نتیجہ خیز ثابت نہ ہو جائیں۔

مثبت نمونۂ عزواد۔ قارئین کرام روس اور ان کے حلقہ بگوش غلاموں کے اس ناپسندیدہ حرکات (باقی ص۲۳ پر)

فرمانِ الٰہی

اللہ کی کرسیِ اقتدار

اللہ زندہ جاوید ہستی جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے وہ نہ سوتا ہے، نہ اسے اونگھ آتی ہے، زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اُسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرسکے جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اس سے بھی وہ واقف ہے اور اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان کی گرفت ادراک میں نہیں آسکتی الّا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو دینا چاہے اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور ان کی نگہبانی اس کے لئے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے۔ (البقرہ)

تشریح:

یہ آیت "آیت الکرسی" کے نام سے مشہور ہے اور اس میں اللہ تعالےٰ کی ایسی مکمل معرفت بخشی گئی ہے۔ جس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ اسی بنا پر حدیث میں اس کو قرآن کی سب سے افضل آیت قرار دیا گیا ہے۔

اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہاں خداوند عالم کی ذات و صفات کا ذکر کس مناسبت سے آیا ہے اس کو سمجھنے کے لئے ایک مرتبہ پھر اس تقریر پر نگاہ ڈالیئے جو پیچھے سے چل رہی ہے۔ پہلے مسلمانوں کو دین حق کے قیام کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرنے پر اکسایا گیا ہے اور ان کمزوریوں سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے جن میں بنی اسرائیل مبتلا ہوکے تھے پھر یہ حقیقت سمجھائی گئی ہے کہ فتح و کامیابی کا مدار تعداد اور ساز و سامان کی کثرت پر نہیں بلکہ ایمان، صبر و ضبط اور پختگیٔ عزم پر ہے۔

پھر جنگ کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی جو حکمت وابستہ ہے اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ دنیا کا انتظام برقرار رکھنے کے لئے وہ ہمیشہ انسانوں کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کے ذریعے سے دفع کرتا رہتا ہے ورنہ اگر ایک ہی گروہ کو غلبہ و اقتدار کا دائمی پٹہ مل جاتا۔ تو دوسروں کے لئے جینا دشوار ہو جاتا۔

پھر بتایا گیا کہ اختلافات کو بجز روک دینا اور نوع انسانی کو ایک خاص راستے پر بزور چلانا اللہ کی مشیت میں نہ تھا۔ اس کے بعد یہ ارشاد ہو رہا ہے کہ انسانوں کے عقائد و نظریات خواہ کتنے ہی مختلف ہوں حقیقت نفس الامری وہی ہے جو اس آیت میں بیان کی گئی ہے۔

اے محمدؐ: تمہارا رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔ پھر جو کچھ تم فیصلہ کردو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کرلیں۔ (النساء)

تشریح:

اس آیت کا حکم صرف حضورؐ کی زندگی تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ قیامت تک کے لئے ہے، جو کچھ اللہ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اور جس طریقہ پر اللہ کی ہدایت و رہنمائی کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کن سند ہے اور اس سند کو ماننے یا نہ ماننے ہی پر آدمی کے مومن ہونے اور نہ ہونے کا فیصلہ ہے۔

حدیث میں اسی بات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ

لا یومن احدکم حتیٰ یکون ھواہ تبعًا لما جئت بہ

یعنی تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفس اس طریقہ کی تابع نہ ہو جائے جسے میں لے کر آیا ہوں

فرمان نبویؐ

سحر خیز مسافر

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس مسافر کو ڈر ہوتا ہے کہ وہ راستے ہی میں رہ جائے گا۔ اور بخیریت ٹھنڈے وقت میں آرام سے اپنی منزل پر نہ پہنچ جائے گا۔ تو وہ رات کے آغاز ہی میں، نیند کو قربان کر کے سفر شروع کر دیتا ہے اور ٹھنڈے وقت میں اپنی منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ اے خدا کے مال کے خریدارو! خدا کا مال قیمتی ہے۔ سنو خدا کے مال کا نام جنّت ہے۔

(ترمذی)

تشریح:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین جملوں میں دو اہم باتوں کی طرف ہم مسلمانوں کو متوجہ فرمایا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ مومن کا اصل وطن آخرت ہے۔ یہ دنیا میں کمانے آیا ہے یا کمائی کر کے اپنے اصل وطن کو یہ مسافر لوٹ جائیگا اور یہاں کی کمائی وہاں اس کے کام آئے گی نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومن کو ہوشیار اور چوکنا فرما رہے ہیں کہ اسی دنیا کو اپنا وطن نہ بنا لینا اور سفر کے دوران سونہ جانا ورنہ منزل پر کیسے پہنچو گے۔

دوسری بات جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے رکھنا چاہتے ہیں وہ معاہدہ ہے جو ہمارے اور خدا کے درمیان ہوا ہے۔ ہم نے شعوری طور پر اسلام قبول کیا۔ کلمہ پڑھا تو گویا یہ کہا۔

ہم نے اپنے کو تیرے حوالے کیا اے رب اور گویا یہ کہا:

ہم نے اپنی جان و مال کو اور تمام قوتوں اور صلاحیتوں کو تیرے ہاتھ بیچا کہ اس کے عوض جنت میں جگہ ہے۔

رب نے عہد کیا ہاں ہم تمہیں جنّت میں بسائیں گے۔ لیکن ہم آزما کر دیکھیں کہ تم اپنی بیع میں سچے ہو یا جھوٹے۔ اگر سچے ثابت ہوئے۔ اگر ہمارے مطالبے پر اپنا مال دیا اپنی جان پیش کر دی۔ تب تمہاری بیع مکمل ہوگی اور ہم یقیناً تمہیں سلامتی اور ہمیشگی کے گھر میں بسائیں گے۔ اور ہم سے بڑھ کر وعدہ وفا کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے وَ مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ اور ہم سے زیادہ سچ بولنے والا اور کون ہو سکتا ہے وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا اور اللہ سے بڑھ کر سچی بات کہنے والا اور کون ہو سکتا ہے

ہمارے پیشوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ انہوں نے جنّت کے عوض اپنا سب کچھ اللہ کے ہاتھ بیچا۔ تو اللہ نے بیس بائیس سال تک مختلف طریقوں سے آزما کر دیکھ لیا کہ یہ اپنے معاہدہ میں سچے ہیں۔ تب ۹ھ ہجری میں آخری امتحان غزوۂ تبوک کے بعد فرمایا ان اللّٰهَ اشْتَرٰی الخ (سورۂ توبہ آیت ۱۱۱) جس کا مفہوم یہ ہے:

"یقیناً اللہ نے مومنین کی جان اور مال خرید لیا۔ اس بات کے عوض کہ انہیں جنّت میں اپنے وقت پر بسایا جائے گا یہ لوگ اپنی جان ہتھیلیوں پر لئے ہوئے دین کے دشمنوں سے خدا کی راہ میں لڑتے رہے وہ انہیں قتل کرتے تھے اور قتل بھی ہوتے تھے، پر کسی حالت میں جانی قربانیوں سے جی نہ چراتے تھے۔ جنت کے اس وعدے کا ذکر تورات، انجیل اور قرآن سب میں ہے۔

اس وعدہ کو پورا کرنا اللہ نے اپنے اوپر واجب کر لیا ہے اور اللہ سے بڑھ کر اپنے وعدے کو پورا کرنے والا اور کون ہے تو اے اپنی جان اور مال اللہ کے ہاتھ بیچنے والو تم اپنی بیع کے مکمل ہو جانے پر خوب خوشی مناؤ۔ اگر تھوڑی سی قربانی کے عوض دائمی سکھ کے گھر میں جگہ ملے گی تو یہ عظیم ترین کامیابی ہے۔

(سفینۂ نجات)

• اللہ کے سوا دوسرے کو ولی بنانا شرک ہے۔

(النور ۶/۴۲)

تحریر: ہمزا خیل

سانحۂ قمرین گڑھی

۱۹ فروری کو جمعرات کے روز صبح ۹ بجکر ۲ منٹ پر پشاور کے مضافاتی بستی قمرین گڑھی میں ایک جہاز "تنظیم" جمعیت اسلامی افغانستان" کے دفتر کے عین بالمقابل گورنمنٹ پرائمری سکول کے قریب ایک فلک بوس بیک وقت چھ بموں کے پھٹنے سے ایک زوردار دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں اخبارات کی اطلاع کے مطابق ۱۲ افراد ہلاک اور ۶۱ زخمی ہوئے۔ دھماکہ میں ہلاک اور زخمیوں کی زیادہ تعداد سکول کے معصوم بچوں کی ہے۔ دھماکہ اتنا زوردار تھا جس سے زمین پر چھ فٹ گہرا گڑھا پڑ گیا جس کا نصف قطر ایک گز سے بھی زیادہ تھا۔ دھماکے کے نتیجے میں جانی نقصان کے علاوہ ارد گرد بنی آبادیوں میں کئی مکانات دکانیں، سکول کی عمارت اور افغان مہاجرین کا دفتر مکمل طور پر تباہ ہوگئے۔ جب کہ روسی ایجنٹوں کا مہاجرین کے دفتر پر ہلہ بولنے کے نتیجے میں دو افغان مہاجر ہلاک اور ان کی چھوٹی بڑی کئی گاڑیاں بھی نذرِ آتش کر دی گئیں

صوبہ سرحد اور بالخصوص پشاور اور اس کی مضافاتی بستیاں گذشتہ چند سالوں سے تخریبی کارروائیوں کی زد میں ہیں۔ شاید ہی کوئی دن خالی جاتا ہوگا، جب کسی نہ کسی بستی، بازار یا دکان میں بم نہ پھٹتا ہو جو اکثر و بیشتر بے گناہ شہریوں کی شہادت اور مالی نقصان کا باعث بنتے ہیں۔

قمرین گڑھی کا سانحہ صوبہ سرحد میں تخریب کاری کے واقعات میں سب سے بڑا سانحہ ہے۔ جس کی سنگینی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے روسی کے مقامی ایجنٹوں نے افغان مہاجرین اور مقامی لوگوں کو آپس میں لڑانے اور اپنے مذموم مقاصد کے تکمیل کی ناکام کوششیں کیں

روسی ایجنٹوں کے اس کردار سے اب اس بات میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہی کہ ان تخریب کاروں میں روس کے مقامی زر خرید ایجنٹوں کا ہاتھ ہے۔ بلکہ روسی ایجنٹوں کے مقامی سرمایہ کا پہلی بار موقع پر جانے اور مگرمچھ کے آنسو بہانے کی ریاکاری اور مقامی لوگوں کو افغان مہاجرین کے خلاف اُکسانے کا حقیقت نے تو ان ایجنٹوں کے اس گھناؤنے کردار پر مُہر تصدیق بھی ثبت کر دی ہے۔

قمرین گڑھی میں افغان مہاجرین کے خلاف زہر افشانی بھی اس بڑے ایجنٹ کی پہلی ناکام کوشش نہیں ہے بلکہ روز اول ہی سے افغان مہاجرین کے خلاف وہ مہاجرین اور انصار کو آپس میں لڑانے کی مذموم کوششوں میں اپنے آقا روس کی خوشنودی اور اس سے منہ مانگے رقم کے لالچ میں مصروفِ عمل ہے۔ لیکن انصار اُس کی ان خواہشات پر مسلسل پانی پھیرتے رہے ہیں۔ خون کے سوداگروں کا یہ سرغنہ، جو اپنے آپ کو پشتون کہتے ہوئے بھی شرم محسوس نہیں کرتا۔ محض ایک کروڑ پتی بننے اور یورپ کی سیر و تفریح کے لئے چند روبلوں کی خاطر سیاست میں ایک نہایت خطرناک کھیل کھیل رہا ہے

نمک حرامی اور احسان فراموشی کی بھی ایک حد ہوتی ہے آج افغانوں کے صف اول کا یہ دشمن، جو افغانوں ہی کی نمک خوری اور احسانات کی بدولت میدانِ سیاست میں دھندناتا ہے، آج سے آٹھ نو سال قبل افغانوں کا غلام بے دام تھا۔ جو ایک سیاسی لیڈر کے روپ میں اُسی وقت کی افغان حکومت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتا رہا سابقہ ناعاقبت اندیش حکمرانوں کا بظاہر بھائی بن کر اُس کے خون پسینے سے اپنا محل اور باغ و راغ تعمیر کرتا رہا۔ لیکن کل کا یہ خود غرض بھائی آج اُن کے دشمنوں کا بھائی بن کر اپنی ہی قوم کے خون سے ہوس زر کے حصول کے لئے ہولی کھیل رہا ہے۔

یہ سب کچھ دیدہ و دانستہ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ ان ایجنٹوں کے آقاؤں نے افغان مجاہدین کے مقابلے میں اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود جنگ ہار دی ہے اور اب اپنے آقاؤں

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

۱۰ جنوری ۱۹۸۷ء کو

جناب پروفیسر استاد

برہان الدین ربانی

جمعیت اسلامی افغانستان

کے عالیمقام امیر کا کراچی میں

افغان مہاجرین سے خطاب

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین۔ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا۔ سید الاولین والاٰخرین۔ محمد صلوات اللہ علیہ والسلام وعلیٰ اٰلہ الطاہرین والطیبین وصحابتہم ومن دعی بدعوتہ الی یوم الدین۔

میرے نہایت عزیز اور مہربان وطن سے دور۔ دیارِ غیر میں مہاجرین مجاہدین، علمائے کرام اور دلسوز روحانی بھائیو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

حالیہ دنوں میں پاکستان کے ایک بارونق شہر کراچی میں جو خونین فسادات رونما ہوئے اور اس المناک واقعہ میں بے شمار قیمتی جانیں ضائع گئیں۔ درجنوں بسیں اور سرکاری عمارتوں کو نذرِ آتش کیا گیا۔ یہ سب ایک اسلام دشمن پاکستان اور افغان مجاہد دشمن سازشوں کا نتیجہ تھا جو سرحد پار سے کراچی شہر میں رونما ہوا۔

میں سب سے پہلے اپنے رنجیدہ، اور غم زدہ ماؤں، بہنوں اور بھائیوں کو اپنی دلی اظہارِ تعزیت پیش کرتا ہوں اور اس حادثہ میں جان بحق ہونے والوں کے لیے رب العزت سے دعائے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ خداوند تعالیٰ